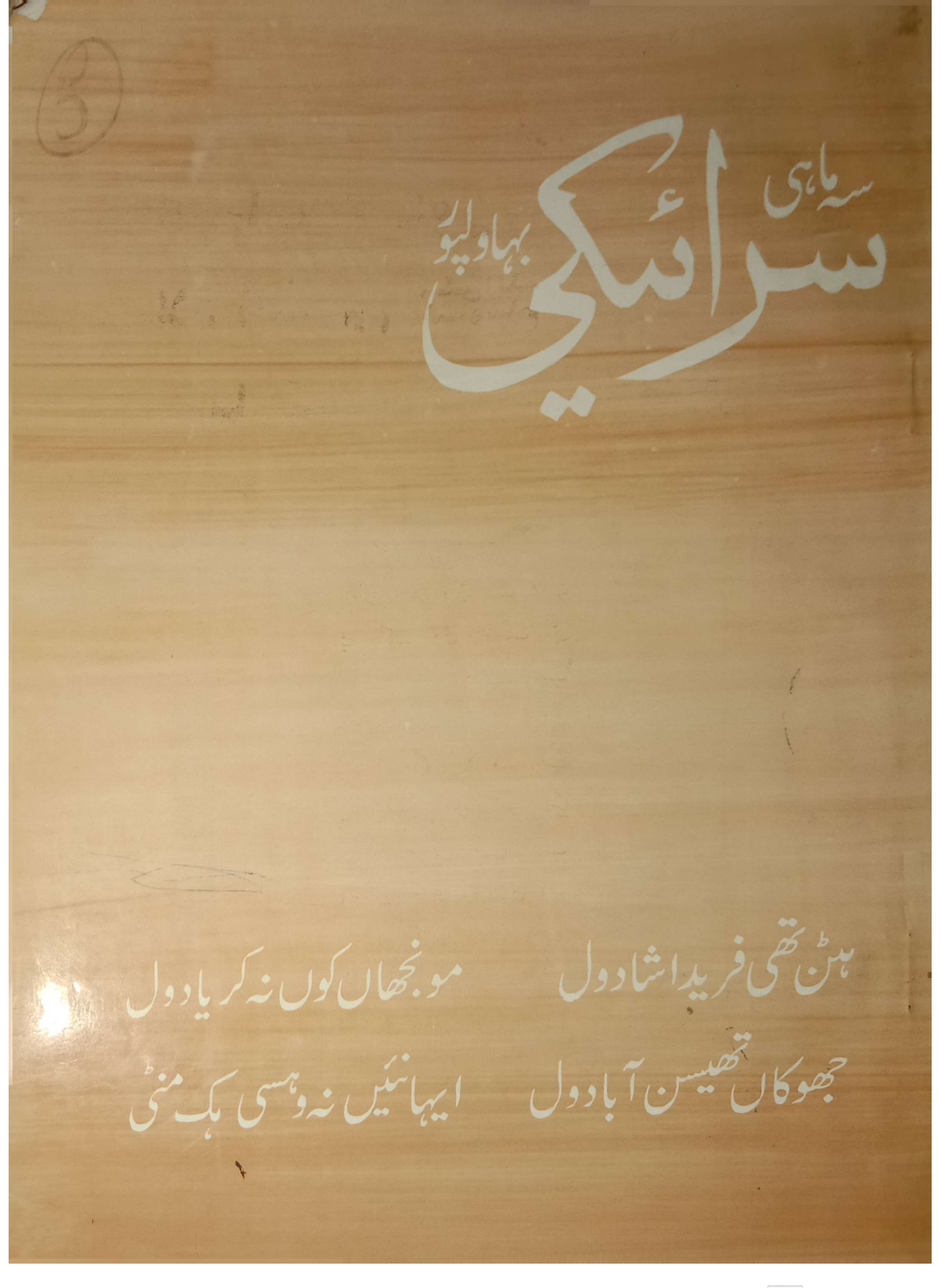


سہ ماہی
سرائیکی
بہاولپور
ہݨ تھی فرید اشاد ول
مونجھاں کوں نہ کریا دول
جھوکاں تھیسن آباد ول
ایہا نئیں نہ وہسی ہک منڑ



سرائیکی

جلد نمبر ۱۵- اپریل تا جون ۲۰۰۳ء - شمارہ نمبر ۵۶

ایہہ رسالہ حکومت پنجاب دے مالی تعاون نال چھاپیا گئے

مقام اشاعت: جھوک سرائیکی بہاولپور فون: 883990

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے

سالانہ ۱۰۰ روپے

سید دین محمد شاہ ایڈیٹر، پبلشر جھوک سرائیکی بہاولپور توں شائع کیتا

تندیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

THE COW — البقرة

ترجمہ: سید دین محمد شاہ

و اذ وعدنا موسی اربعین لیلة ثم اتخذ تم العجل من بعدہ و انتم ظلمون (۵۱)

ثم عفونا عنکم من بعد ذالك لعلکم تشکرون (۵۲)

English

And when We appointed a time of forty nights with Moses, then you took th calf (for a god) after him and you were unjust.

Then We pardend you after that so that you might give thanks.

سرائیکی

اتے جیڑھے ویلے اساں موسیٰ
نال چالیہہ راتیں دا وعدہ کیتا تاں تساں
انہاں دے بعد وچھے کوں (معبود) بنایا
اتے تساں ظلم کیتا۔

ول وی اوندے بعد اساں تہاکوں معاف کر
ڈتا جو تساں (سنبھلو) شکر کرو۔

دردیاں کتیاں نال ادب

دنیا جیڑھے ڈِٹھا کریندی اے تاں بندہ اندروں کُھلدے ۔ اندروں کہیں تے وچوں ہکو سوہنا من وچ تھیندے ۔ چاندنیاں راتیں دا سارا حسن، ساری ٹھاڈل تے بہار دی ساری ساوِل ہکو محمدؐ ! مٹھا نں بݨ تے وجودکوں سکھ ڈیندی ہے ۔ اپݨے ہووݨ دی گواہی وچوں ایہا سبھ کنیں وڈی گواہی ہے ۔ اتھاؤں سوہݨے دی خیرات وی ملدی اے ۔

سوہنا عربی سانورا آلھوساڈیاں ساراں

جیڑھے ایں درباروں رنگیے ہِن، انہاں دیاں قبراں جیندیاں ہن ۔ عشق راہوں ہک نویں کائنات دی تخلیق دا سبھ کنیں سوہنا اظہار انسانی اکھ اگوں جیڑھا سوہݨے عربی سانورے دے روپ وچ تھئے ۔

حسن ازل دا تھیا اظہار

احدوں ولیس وٹا ، تھی احمدؐ

بندہ عشقِ رسولؐ وچوں اپݨا ہوون لبھدے ۔ عشق تاں اندر دی گالھ اے ، جے باہروں ڈیکھݨ دی سک جاگ پووے تاں وی سوجھلا اکھیں چمیندے ۔ جسم عجب پر بھاتاں کریندے ۔ بابل فرید حضرت محمد یار فریدی نعت بہوں سک نال لکھی اے ۔ محمد تخلص ورتیندے ہن ۔ سرائیکی ، فارسی ، اردو وچ ۔ انہاں دی ہک اردو نعت وچوں شعر اے :

ہنس کر کہا محمدا ، میں ہوں محمدِؐ عرب

میرا جہاں گذر ہوا ، تیرا وہاں گذر نہیں

خواجہ فرید دے ہاں دا آسرا تے مونجھ ملال دا دارو وی نورِ حجازی دی سک ہے تے ایہا سک ہی ہووݨ دی گواہی بݨ ویندی ہے :

کر رفع ملال کدورت ڈِٹھک سمجھ بجݨ بے صورت

تھیا ظاہر وچ ہر مورت چھپ اولے نور حجازی

ایں گواہی راہوں جیوݨ کرن دی ضرورت ہمیش انسان کوں رہ ویسی ۔ ایندے باجھوں کہیں بندے دے وجود دا احترام ممکن نہ ہوسی ۔

بندے دا بندے نال بندھݨ تے بندے دا کائنات نال جیوݨ ہر پاسوں ہک سوجھلے دی پیڑھ ہے جیڑھی حضور ﷺ دی ذات وچوں ساڈئیں اندھاریں وچ جاگدی ہے۔ نلیاں نلیاں کائیں وچوں جیوݨ دیاں رمزاں اپݨی سچائی سودھیاں جاگ پوندین۔ حضور سائیں ہک پھیریں فرمایا

"میکوں بالیں دیاں پنج عادتاں بہوں چنگیاں لگدین:

۱) او روکے منگدن تے اپݨی گالھ منوا گھندن۔

۲) او مٹی نال کھیڈدن یعنی فخر تے وڈائی کوں مٹی وچ رلا ڈیندن۔

۳) لڑدن بھڑدن تے ول صلح کر گھندن یعنی دل وچ حسد، بغض تے کینہ نئیں رکھیندے۔

۴) جو ول وے نجے او کھاندن تے کھویندن زیادہ جمع کرݨ تے ذخیرہ کرݨ دی حرص نئیں رکھیندے۔

۵) مٹی دے گھر بݨیندن، کھیڈدن تے ول ست ڇھوڑیندن یعنی اے ڈسیندن جو اے دنیا مقام بقا نئیں بلکہ مقام فنا ہے"۔

میکوں نئیں پتہ جو دنیا سوہݨی ہے یا کوجھی پر اتلی گالھ ای کافی اے جو ایں دنیا حضور ﷺ دی ذات کوں ڈٹھے تاں ایں گواہی دا لمس ازلوں ابد تائیں جاگدا پئے۔ اے لمس محبت دا ہے، سہپ دا ہے، آزادی دا ہے۔

'تیڈی دنیا سوہݨی بہوں سائیاں۔ ساکوں بہوں ڈہاڑے جیوݨ ڈے' دی سک پچھوں بہوں محبت، بہوں احترام دا ہک لمس وی ٹریا امدے۔ متراں دی سک دی خوشبو جھیندا ہویا اے احساس وی وجود دے نال نال ہے جو اے دنیا ادب دی جاہ ہے، احترام دا مقام ہے۔ اتھاں سوہݨیں دے جلوے ہن، نرمی ہے، ٹھرام ہے، اے حسن دی جلوہ گاہ ہے۔ اتھاں ادب ہے، چھڑا ادب۔ عشق دی خود آگاہی وچوں ادب--

توں نئیں ٹھکرے دھوڑے کھاندڑی آں
تیڈے نام توں مفت وکاندڑی آں
تیڈیاں باندیاں دی میں باندڑی آں
ہے در دیاں کتیاں نال ادب

ڈاکٹر انوار احمد

خواجہ فرید کی اردو شاعری کے مطالعے کی ضرورت

ابھی گزشتہ دنوں جب چولستان کی تپتی ریت میں سے خنک اور شیریں پانی، ویران چہروں، پیاسے ہونٹوں اور منتظر نظروں کے لئے خوشخبری بن کر پھوٹا تو ہماری تہذیب کے ہر مکین کے دل پر خواجہ غلام فرید کے اس مصرعے نے دستک دی ع جھوکاں تھیسن آباد ول

بڑا شاعر اپنی بستی کی گلیوں، راستوں، مکانوں اور مکینوں کے لئے بشارت بن کر آتا ہے۔ وہ نہ صرف زندگی کے گمشدہ معانی کی بازیابی کی مہم سر کرتا ہے بلکہ حوصلے اور وقار کے ساتھ جینے کا ڈھنگ بھی سکھاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی حسی اور فکری کائنات ایسے رنگوں کی امین بنتی ہے جن کی مدد سے کسی معاشرے کی باطنی شخصیت متعین ہوتی ہے۔ جن میں تاریخ اور تہذیب کے معنی خیز اجزا منعکس ہوتے ہیں جن میں آشوبِ عصر مرتعش ہوتا ہے اور مستقبل کے امکانات جن میں جلوہ گر ہوتے ہیں جس طرح سر کو ترشوانے والا ہر شخص قلندر نہیں ہوتا جس طرح گریبان چاک کرنے والا ہر شخص دیوانہ نہیں ہوتا جس طرح سود و زیاں کی فکر میں اسیر ہر شخص فرزانہ نہیں ہوتا اسی طرح لفظوں کے انبار لگانے والا، تشبیہات و استعارات سے کھیلنے والا، خواب دیکھنے والا، وعدہ کرنے والا، خود کلامی کرنے الا، ہوا پر پیغام لکھنے والا، موسموں کے رنج سہنے والا اور اشیاء کے رنگوں پر غور کرنے والا ہر شخص شاعر تو ہو سکتا ہے مگر خواجہ فرید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خواجہ فرید تو ایک ہی ہوتا ہے۔ اس لئے بے حد احتیاط اور نفاست سے خواجہ غلام فرید کی فکری و فنی روہی میں قدم رکھنے اور ان کی حسی و فکری کائنات کے رنگوں کو چھونے کی ضرورت ہے۔

بادی النظر میں خواجہ غلام فرید کی شخصیت اور فن پر بہت لکھا گیا ہے مگر ابھی بہت کچھ کہ[illegible]قی ہے ان کے فکر و فن کا تو ذکر ہی جانے دیجئے ابھی تو ان کی ذات اور آثار پر لکھنے کا بھی (میرے نقطۂ نظر سے) حق ادا نہیں ہوا۔ اور تو اور ان کی تاریخ پیدائش تک کے تعین میں اختلاف ہے۔ مثلاً علامہ کیفی جامپوری اپنی کتاب سرائیکی شاعری میں لکھتے ہیں 'خواجہ غلام فرید ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ کے آخری حصے میں پیدا ہوئے' (ص ۲۶۵)۔ جبکہ محمد انور فیروز نے 'گوہر شب چراغ' میں، عبدالغفور قریشی نے 'پنجابی ادب دی کہانی' میں اور احمد حسین قریشی نے 'پنجابی ادب کی مختصر تاریخ' میں ۲۶ ذیقعد کو خواجہ فرید کی

تاریخ پیدائش قرار دیا ہے۔اسی طرح ان کے فاروقی یا صدیقی ہونے سے متعلق بھی متضاد آراء پیش کی جاتی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی نجی زندگی یا جذباتی زندگی سے متعلق تفاصیل کو آداب عقیدت کے منافی خیال کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب مسعود حسن شہاب نے یہ لکھا:

'ایک دن انہوں نے (خواجہ غلام فرید نے) دیکھا کہ بھیڑوں کے کچھ بچے ایک تپتے ہوئے ٹیلے پر چڑھ گئے ہیں جہاں ان کے پیر جل رہے ہیں اور وہ لڑکی انہیں بچانے کے لئے ٹیلے پر چڑھ رہی ہے۔اس منظر نے خواجہ صاحب کو بے قرار کردیا اور وہ اضطراری حالت میں دوڑ کر لڑکی کے پاس جا پہنچے اور اس کے سر پر کپڑے کی چھتری کا سایہ کردیا۔

(خواجہ غلام فرید ص ۷۴-۷۵)

تو جناب سرفراز حسین قاضی نہایت جذباتی ہو کر اس واقعے یا اس طرح کے واقعے کو یکسر مسترد کر دیتے ہیں۔(متھل فرید ص ۱۱۲)

میں کسی محقق، عالم یا ناقد کے یقین (بے یقینی) کو زیرِ بحث لانے کا استحقاق نہیں رکھتا مگر صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں نہ تو خواجہ فرید کے حجرۂ ذات کو ایسے نور سے بھر لینا چاہئے کہ بطور انسان وہ ہمیں دکھائی ہی نہ دے سکیں اور نہ ہی مبالغہ آمیز تحلیل نفسی کی سنسنی خیز آرزو کے ساتھ ان کا نجی احوال کھنگالنا چاہئے۔ اسی طرح ان کی فکری وحسی کائنات کو Clitches کے حوالے کرنے سے بھی گریز کرنا چاہئے۔ جو کلام اس علاقے کے ذرے ذرے میں بس چکا ہو، ہر دل کی دھڑکن بن چکا ہو، ہر آنکھ کا خواب بن چکا ہو، اس پر رسمی، سطحی یا جذباتیت سے پُر گفتگو سے بھی بچنا چاہئے۔

بزم ثقافت ملتان کے لئے ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل نے خواجہ غلام فرید کی پچاس کافیوں کو منتخب کر کے نہ صرف ان کا ترجمہ کیا ہے بلکہ انہیں تین حصوں میں منقسم کر کے ان کا اس طرح سے مطالعہ کرنا چاہا ہے کہ خواجہ فرید کی شاعری کے تین رنگ نمایاں ہو جائیں۔اس میں شک نہیں کہ مطالعے کا ایک اسلوب یہ بھی ہے اور اس طرح کثرت سے وحدت کی طرف سفر آسان ہو جاتا ہے۔ تاہم میرے نقطۂ نگاہ سے ہر بڑے شاعر اور فنکار اور عالم کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے وہ رُشد و ہدایت کا پیغام دے یا حسن کے جلوؤں سے مبہوت ہو، وہ موسموں کے تال پر رقص کرے یا نسائی پیکر میں عشق کی منزلیں طے کرے وہ ایک ہوتا ہے اور ایک رہتا ہے۔ مگر جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ سہولت پسند طبیعت کی آسودگی الگ الگ منطقوں کی چاہت میں مبتلا ہو کر مبہم جو بھی دکھائی دیتی ہے اور تنوع کی شیدائی بھی خواجہ فرید کی سرائیکی شاعری کی مقبولیت اور تاثیر مسلم ہے مگر اردو شاعری کا مطالعہ اس لئے

بھی ضروری ہے کہ ایک تو یہ بھی خواجہ فرید کی شاعری ہے دوسرے یہ وہ دنیا ہے جہاں خواجہ فرید آوازوں کے بھنور میں گرداں محسوس ہوتے ہیں، کہیں سودا، کہیں آتش، کہیں ناسخ، جیسے:

میں نے بیتابی دل اپنی کا نقشہ سمجھا　　آسماں پر کبھی جب گرد و بگولہ دیکھا
آب آتش ہی بنے، مچھلی سمندر ہو جائے　　مجھ سے پُر سوز اگر جانب دریا دیکھا
ویرانے کو سن کر مرے، آباد بہت رویا　　زنجیر میری دیکھ کے آزاد بہت رویا

مانند شمع رکھتا ہوں شعلہ دہن کے بیچ　　بل گل کی طرح آگ ہے سارے بدن کے بیچ
محروم کوئے جاناں مقتول تیر ہجراں　　محبوس دام حرماں، جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں

مگر فرید کا Poetic genius مضطرب ہے، نا مطمئن ہے، وہ اپنی آواز میں شعر کہنا چاہتا ہے اپنی مانوس معاشرت سے محاورہ مانگتا ہے، اس لئے وہ اسی عالم اضطراب میں اردو کی ثقافتی دنیا کو اپنی روہی، اپنے چولستان میں لانے کا آرزومند دکھائی دیتا ہے اسی حالت جذب میں اس سے کچھ 'غلطیاں' سرزد ہوتی ہیں جنہیں کوئی 'ساقط الوزن مصرعوں' پر محمول کرتا ہے کوئی تلفظ کی مقامیت پر جبیں کو شکن آلود کرتا ہے اور کوئی دور دراز زمینوں اور دریاؤں میں پلنے والے، روزمرے اور محاورے کی ترمیم پر آزردہ ہوتا ہے۔

کیا کیا شب فراق کی کھولوں اذیتیں　　وہ رین ہے کہ جس کی سحر تا حشر نہیں
جو کہ دلدار کے کوچے میں قدم پاتا ہے　　کچھ جنوں میں بھی مزا اس کو نہیں آتا ہے
قباحت کو ملاحت دیکھ کر دیکھو ملاحت ہے　　سمجھ کر جہات پاؤ، یار ہر ہر میں سمایا ہے
عمر تک یار نے مکھڑا نہ دکھایا ہم کو　　کر کے مایوس حیاتی سے جو آیا ہم کو

ع　فخر جہاں کا نور ہر اشیا میں ہے عیاں

نادیدہ صنم کے لئے یوں جان گنوائی　　شاباش مجھے اور مرے استاد کو شاباش

اس سفر میں خواجہ فرید کو اپنی فنی ریاضت کا ثمر بھی ملتا ہے۔ وہ اپنی آواز میں ایسی کیفیات اور محسوسات کو اسیر کر لیتا ہے جو اسے اردو شعر کی روایت میں اہم نام بنانے کی اہل ہیں۔ جیسے:

ع　مرا دل پا چکا ہے، جیسے اک مہتاب کی منزل

گہ سوز، گہ گداز، گہے درد و گاہ غم!　　آتے ہیں دل کے خانہ میں مہمان نئے نئے
سلطانِ عشق سے مجھے انعام میں ملا　　صحرا نئے نئے ہیں بیاباں نئے نئے

اتنے نہیں فلک پہ ستارے زمیں پہ حسن   جتنے ہوئے ہیں عاشق جاناں نئے نئے

مدرسے کو فنا کروں، یہ نہ کروں تو کیا کروں   بت کدے کی بناء کروں یہ نہ کروں تو کیا کروں

بہار آئی کہو صیاد سے حکمِ فغاں دیوے   مرے ہاتھوں میں اب بہرِ خدا مری عناں دیوے
نہ گل نہ لالہ و ریحان و نسریں چاہتا ہوں میں   مگر رخصت مجھے اک بار طرف آشیاں دیوے

مگر وہ کیا داخلی اور تہذیبی محرکات ہیں جو خواجہ فرید کو اپنے تخلیقی امکانات کے اظہار کے لئے زیادہ تر اس دنیا میں نہیں رہنے دیتے، وہ اس دنیا سے جلاوطنی اختیار نہیں کرتے، اپنے شہر کو مراجعت اختیار کرتے ہیں اپنا چولہ پہنتے ہیں جنہیں انہوں نے خود ہی سیا ہے، اپنے گھر میں رہتے ہیں جنہیں انہوں نے خود تعمیر کیا ہے اور ان لفظوں میں اپنے آپ کو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں جنہیں ان کی تہذیبی اور ثقافتی روح نے کتابوں سے نہیں، تجربوں سے چنا تھا اور رہن سہن میں برتا تھا، یہی خواجہ فرید کی قوت کا بنیادی راز ہے جو مجھ سے کم ہمتوں پر ابھی عیاں ہوا ہے تو اس کے آداب برتنے کا سلیقہ پیدا نہیں ہوا۔ (روزنامہ 'امروز' ملتان ۲۹ دسمبر ۱۹۸۴ء وچوں چون) ■

●

خالق کوں خلق پیاری ایہو خالق وچ میدان
نبی محمد پیدا کیتُس ابدی بخش مکان
جو رب ڈکھائے دل ڈیکھے نہ ڈیکھیں امکان
ذات کریم کوں خیر سنجاتا کُل مادے ظاهر نشان

●

جے چاهیں رب ملے میکوں کر میں کوں دور پریرے
بن دور حضور نہ ملیا توڑے ڈھونڈ رهیں سَے دیرے
میں حجاب قدیم دا ظاهر پئے خام خیال مندیرے
خیر مشتاق عُشاق تھئے کر میلے پرواز تکھیرے

●

سرو سرو مدینہ جگ وچ مکہ منہ ڈٹھوسے
کعبہ دل طواف قدیمی حج منظور تھیوسے
کعبہ کُبہ ملت عشاقاں قدم یقین تھیوسے
خیر گئے هت غیر سبھے تھی هٹ وچ هٹ رهیوسے

مکلو ادھ سواد

کلامِ فرید کے سطحی مطالعہ سے لے کر تفہیم کے تقاضوں کے ہفت خواں کب طے ہوں گے اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کلامِ فرید میں کثیر الثقافتی حوالوں کے ادراک کا مرحلہ تو تب آئے گا جب ان کی اپنی زبان و ثقافت کے طلسم کے دائرے سے قاری نکل پائے گا۔

پہلے پہل ۱۸۷۹ء میں کلامِ فرید جزوی طور پر شائع ہوا جبکہ ۱۳۰۲ھ تک مکمل دیوان مدون ہو چکا تھا۔ جس کی شرح کی پہلی بڑی ہمہ گیر اور سنجیدہ کوشش ۱۹۴۴ء میں نواب بہاولپور کی فرمائش پر مولانا عزیز الرحمٰن اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہوئی۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ لہٰذا یہ کام کرنے والے بھی غیر معمولی لوگ تھے۔ علوم و فنون کے ہر شعبے میں طاق افراد نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ سچی بات یہی ہے کہ کلامِ فریدی کی لاتعداد شروح سامنے آ جانے کے بعد بات ۱۹۴۴ء سے آگے نہیں بڑھی ابھی تک چربہ سازی ہو رہی ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن کے ترتیب کردہ دیوان میں جو لفظ جس طرح لکھا گیا تھا یا اس کی جو بھی تشریح ہو گئی غلط یا صحیح میں تمیز کیے بغیر چند لفظوں کے ہیر پھیر سے ابھی تک وہی تعبیر کی جا رہی ہے۔

اس دوران لاتعداد لوگ 'ماہرین فریدیات' کے طور پر اعزازات و القابات سے نوازے گئے لیکن کلامِ فرید کی درست تفہیم تو کجا ابھی تک ایک متفق علیہ دیوان بھی تیار نہیں ہو سکا۔ فریدیات پر کام کرنے والوں نے بے پناہ کام کیا ہے لیکن یہ بھی ہوا ہے کہ کسی نے لفظ 'گوئیلیں' کو 'لوئیں' سے بدلا تو کسی نے اسے 'کوئینیں' بنا دیا جبکہ ایسی تبدیلیوں کی سند کسی کے پاس بھی نہیں تھی۔ ایسا ہی ایک اور لفظ کافی نمبر ۱۱۵ 'روہی لگڑی ہے ساونی' ---- میں چلا آ رہا ہے جس کا مطلب اب تک کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا۔ یہ لفظ ہے 'مکلو ادھ' جو مصرعہ میں یوں استعمال ہوا ہے۔

مکلو ادھ سواد ڈو روہ روہ واٹ نہاراں

اس سے پہلے کہ ہم مختلف شارحین کی طرف سے اس لفظ کے معانی، مفہوم اور حل لغات پر بات پر بات کریں یہ دیکھ لیں کہ یہ لفظ کتنی اشکال میں لکھا گیا ہے۔ 'مکلو ادھ۔ مکل واد۔ مکلو ادہہ، تمام قلمی اور مطبوعہ نسخہ جات میں یہ لفظ انہی اشکال میں درج ہے ماسوائے نسخہ محمود اختر ۱۹۳۷ء کے جس میں یہاں

دو اشعار کی جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ باقی قلمی نسخہ مولانا برخوردار ۱۳۰۲ھ، قلمی نسخہ مرکنڈ ۱۳۱۴ھ، قلمی نسخہ ۱۳۲۰ھ، نسخہ پیر بخش اول، دوم ۱۳۵۰ھ وغیرہ میں یہ لفظ اسی انداز میں مرقوم ہے۔

اس لفظ کا مطلب جو پہلی مرتبہ مولانا عزیز الرحمٰن نے ۱۹۴۴ء میں بیان کیا وہ بوجوہ غلط تھا۔ لیکن اسی سے طرح پڑ گئی اور اسی سے کسلمند شارحین نقل در نقل بغیر عقل کئے چلے جا رہے ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن اور ان کے ساتھیوں کو تو اس بات کی رعایت دی جا سکتی ہے کہ وہ پہلی مکمل شرح لکھ رہے تھے ان کے سامنے کوئی مضبوط روایت نہیں تھی۔ اور یہ ایک بہت بڑا کام تھا جہاں انہوں نے ہزاروں الفاظ کے بالکل درست معانی بیان کئے وہاں چند الفاظ غلط بھی ہو گئے لیکن بعد کے لوگوں کو زیادہ سہولتیں میسر تھیں اور ان کے دعوے بھی بڑے تھے۔

لفظ 'مکلو ادھ' کا مطلب مولانا عزیز الرحمٰن اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے یوں کیا گیا 'ملک سندھ میں قیام محبوب کی جگہ' یہیں سے اس غلط مفہوم کی داغ بیل پڑی۔

مولانا نور احمد فریدی لکھتے ہیں 'مکلو ادھ سندھی ملک کا شمال مغربی گوشہ جہاں کی گھٹاؤں پہ یقیناً بارش برستی ہے' معروف محقق جاوید چانڈیو اس لفظ پر خاموش ہیں جبکہ پروفیسر حمید اللہ ہاشمی نے مولانا عزیز الرحمٰن کے بیان کردہ معانی پر اکتفا کیا۔ لیکن سب سے عجیب معاملہ معروف ماہر فریدیات اور خاندانِ فرید سے تعلق رکھنے والے خواجہ طاہر محمود کوریجہ کا ہے۔ انہیں بے شمار سہولتیں میسر تھیں جن میں دیوان فرید کی کئی شروح، ماہرینِ فریدیات ولسانیات کی بہت بڑی ٹیم، وسیع ذاتی لائبریری اور ذاتی حوالے وغیرہ۔ کلامِ فرید کے ہم مزاج ترجمہ کے باوجود لغت میں تنگدستی کے باعث حل اللغات میں انہوں نے مکلو ادھ کا مطلب تو مولانا عزیز الرحمٰن والا ہی بیان کر دیا لیکن مصرعے کے اگلے الفاظ کا ترجمہ غلط کر دیا۔ اگلے الفاظ تھے 'سواد ڈو'

'سواد' کا لفظ سرائیکی زبان میں 'لطف اور ذائقہ' کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور 'ڈو' کا مطلب ہے 'کی طرف' جبکہ خواجہ طاہر محمود نے 'سواد ڈو' کا مطلب بیان کیا ہے 'کی طرف' یعنی 'سواد' کے لفظ کو لپیٹ گئے۔

پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع کردہ دیوانِ فرید 'آکھیا خواجہ فرید نے' میں آصف خان فرہنگ کے صفحہ ۵۲۳ سے ۵۲۶ تک اگر لفظ 'مکلو ادھ' کی معانی بیان نہیں کر سکے تو انہیں معذور سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ بہرحال ایک ایسی زبان کی کلاسیکل کتاب پر کام کر رہے تھے جو ان کی اپنا زبان نہ تھی جبکہ یہاں بڑے ثقہ اہل زبان ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔

مہر عبد الحق مرحوم واحد محقق ہیں جنہوں نے 'مکل وادھ' پر کچھ تحقیق کرنے کی زحمت گوارہ کی۔ لغات

فریدی میں وہ لکھتے ہیں 'مکلو ادھ' شمال مغرب سے اٹھنے والی گھٹا کو مکلو ادی گھنڑ کہتے ہیں یہ گھٹا آنا فانا چھا جاتی ہے۔ سرائیکی زبان کے شمال مغربی کونے میں مکڑ وال کی پہاڑیاں ہیں اس طرف سے آنے والی گھٹائیں زور سے برستی ہیں اور بہت تیز رفتار ہوتی ہیں ان گھٹاؤں کو مکڑ والی گھٹائیں کہتے ہیں جو مختصر ہو کر 'مکلو ادھ' ہو گیا ہے۔ مہر عبدالحق مرحوم نے ایک کوشش تو ضرور کی لیکن اس کا صحت سے کوئی تعلق نہیں۔ جسے وہ مکڑ وال کہہ رہے تھے وہ دراصل 'بکروال' ہے ملاحظہ ہو کلام فرید سے مثال:

چارڑے پہاڑے چیتر دے۔ کٹھ پے بکروال

یہ لفظ بکریاں چرانے والے کے لئے اور بادلوں کی ایک خاص قسم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اب ہم مکلو ادھ کے لفظ پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں جو ہماری کئی سال کی محنت کا ثمر ہے۔

مکلو ادھ دراصل ایک خاص علاقے کا نام ہے جو ڈیرہ اسماعیل خان اور اس کے مضافات پر مشتمل ہے۔ ان معانی سے ہم کئی سال سے واقف تھے لیکن تحقیق مزید اور تصدیق کے لئے ہم نے تھل کے علاقے میں بہت اثر و رسوخ رکھنے والے حمید اصغر شاہین، معروف شاعر نصیر سرمد سائروی، ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھنے والے معروف ادیب شاعر سید مظہر علی تابش سے رابطہ کیا جنہوں نے ہماری تصدیق کی۔ لیجئے راقم الحروف کے نام سید مظہر علی تابش کے خط محررہ ۱۴/۵/۲۰۰۳ کی تحریر پڑھیئے۔ 'مکلو ادھ' ڈیرہ اسماعیل خان کی وہ حد ہے جسے کچھ خاص پہاڑی نالے سیراب کرتے ہیں۔ مکلو ادھ کو 'مکلی واہ' یا 'مکل واہ' بھی کہا جاتا ہے۔ وادھ کا لفظ دراصل 'واہ' سے نکلا ہوا ہے جس کا مطلب 'نالا' ہے مکل وادھ کی لمبائی تقریباً ۷۰ کلومیٹر اور چوڑائی ۴۰ کلومیٹر ہے۔ مشرقی طرف سے اس کی حد دریائے سندھ ہے جبکہ مغربی طرف سے کوہ سلیمان سے دس کلومیٹر ادھر اس کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ اب یہ علاقہ چشمہ رائٹ بنک کینال سے آباد ہے جبکہ پہلے اسے جو پہاڑی چشمے آباد کرتے تھے ان کے نام یہ ہیں: لونی، گلد، ولیڑھی، ٹویا، بھرڈ، راجھستان وغیرہ

یہ ہے خواجہ فرید کی کافی نمبر ۱۱۵ میں مذکور لفظ 'مکلو ادھ' کا مطلب جسے شارحین فرید میں سے کسی نے بھی بیان نہیں کیا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ خواجہ فرید نے اسے مرادی طور پر 'محبوب کی جائے قیام' کے طور پر لیا ہے۔ ہم بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں لیکن جب حل اللغات کا مرحلہ درپیش ہو تو وہاں مراد کی بجائے لفظ کے اصل معانی ہی بیان کئے جائیں گے۔ کثیر الثقافتی شاعر خواجہ فرید کی شاعری میں اس لفظ کو ایک نئی جہت کا قطب نما کہا جا سکتا ہے۔ ■

مسلمانیں دی آمد تے ہندوستان دی حالت

ہندوستان وچ مسلمانیں دے آون نال سماجی سطح تے بہوں وڈی تبدیلی آئی جیندے وچ اتھاں وسن والے لوکاں کوں ذات پات تے دیو مالائی اسرار دے خلاف کجھ الاون دی جرأت تھئی تے اتھوں دے مذہبی پیشوائیں کوں وی پہلی دفعہ ہک طاقتور Idialogy دا چیلنج قبول کرنا پئے گیا۔ جیندے نتیجے وچ بھگتی جیہاں تحریکاں اٹھیاں تے ہندوستان دے قدیم ویدانتی فلسفے دی نویں سرے نال تشریح تھئی [۱]۔ جیڑھی ہندوستانی سماج وچ ایں چھک تان دے نتیجے وچ ہک Synthesis بن کے ظاہر تھئی۔ لوک سچائی دا رشتہ حسن تے خوبصورتی نال جوڑن لگ پئے تے ہر پاسے سچائی کوں پرانے عقیدیں کنوں علیحدہ کر تے ڈیکھن شروع کیتا۔ ایندا پہلا اظہار رامانج دی تعلیمات دی صورت وچ ظاہر تھیا۔ اے ہندوستان دے Reconciliation دا عمل ہا جیڑھا بعد وچ رامانند میرابائی سرداس، کبیر تے گرونانک تک پہنچیا۔ ایں Reconciliation دے عمل نہ صرف ہندویں کوں متاثر کیتا بلکہ مسلمان دانشور وی ایندے وچ پورے طور تے شامل تھی گئے۔

ارشاد تونسوی ! شاعر، کہانی کار، ناولسٹ تے دانشور۔سینگی سرائیکی شاعری تے نثر وچ ھک اھم تے نویکلی 'سنجاݨ' نال موجود ھے۔ اے مضمون کوئی ݙاہ سال پہلے 'سویل' سانگے ملیا ھئی ھک باذوق بندے دا تاریخی مطالعہ ھے۔ تاریخ جیڑھی مغالطیں نال بھریل ھے۔ اوندے وچوں تصوف، امن تے سلامتی نال ارشاد تونسوی دا اے فکر انگیز مطالعہ جیڑھا کتھاؤں کتھاؤں فکر انگیخت وی تھی سگھدے، چھپیندے پیوں۔

سب توں پہلا مسلمان سید علی ہجویری ہا جیں ہندوستان کوں کہیں فاتح قوم دے فرد دی حیثیت نال نہ ڈٹھا بلکہ اپنے مخصوص وجودی فلسفہ دی اکھ نال ڈٹھا تے صلح جوئی رواداری، ہک ڈوجھے دا احترام تے رل مل کے رہن دا پرچار شروع کیتس۔ مسلمان بادشاہیں دے جاہ وجلال انہیں دے افسریں دے خوف تے شان وشوکت کنوں مرعوب ہندوستان دے لوکیں کو اپنے کولھ آون تے پیار نال رہن دی دعوت ڈتی جیڑھی اگوں ونج کے معین الدین اجمیری، نظام الدین اولیا تے میر خسرو دی شکل وچ ہک باقاعدہ تحریک بن گئی جہیں نے صرف ہندوستان دے لوکاں کوں متاثر کیتا بلکہ درباروی

---

[۱]۔تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر ڈاکٹر تاراچند، ص ۳۲،

ایں توں محفوظ نہ رہ سگیا۔ پیار، محبت، رواداری تے ہک ڈوجھے دے احترام دی اے تحریک اتنی ہمہ گیر ہئی جو حکمران وی ایندے کولوں تھوڑا تھوڑا ڈرن پئے گئے جو کتھائیں ہندو بھگتیں تے مسلم صوفیا دی شن خیالی انہیں دی سلطنت کوں بوڑ نہ ڈیوے لیکن انہیں کوں ڈوگالھیں کہیں راست اقدام کنوں روکی میا۔ ہک تاں بھگتیں تے صوفیا دی عام مقبولیت تے ڈوجھا ہندوستان دی اکثریتی آبادی دا ہندو وون۔

ایندے نال نال ہندوستان دے مسلمانیں وچ ہک ڈوجھا با اثر طبقہ مولوی دا وی نال نال کم کریندا پیا ہا جیندا دربار وچ وی خاصا رسوخ ہا تے عام مسلمانیں کوں او صوفیں دے قاعدے دے خلاف بھڑکائی رکھدے ہن۔ صوفیں دی جذب و مستی دی کیفیت، محافل سماع تے شرع دی کوئی بہوں زیادہ پابندی نہ کرن انہیں دے نزدیک جے کفر نہ ہئی تاں کوئی پسندیدہ فعل وی نہ ہئی۔ ایں کیتے باقی اسلامی دنیا آلی کار ہندوستان وچ وی ڈو متوازی مکتب فکر وجود وچ آ گئے۔ اہل مدرسہ تے اہلِ خانقاہ یا صاحبِ قال تے صاحبِ حال۔ مولویں دے نزدیک اسلامی اقدار تے سختی نال پابند رہن تے اتھوں دے ہندو باشندیں کوں دبا کے رکھن وچ انہیں دی سلامتی ہئی۔ انہیں دے خیال وچ مذہبی تعصب ہی مسلمانیں دے تشخص دی ضمانت ہئی۔

ایندے کیتے اوعوام دے مذہبی جذبات کوں بھڑکاون توں علاوہ بادشاہیں کوں وی مشورے ڈیندے رہندے ہن جو اتھوں دے ہندوئیں کوں کہیں رعایت دا مستحق نہ سمجھن اے ہک تاریخی واقعہ ہے جو ہندوستان دے علما غیاث الدین بلبن کنوں گئے تے آکھیا[ا] جو ہندوستان دارالحرب ہے تے اتھوں دی ہندو رعایا کافر ہے لہٰذا انہیں دا قتل واجب ہے بلبن ہک سیانا بادشاہ ہا اوں آکھیا جو میڈے کولوں تاں انہیں کوں قتل کرݨ کیتے اتنیاں تلواراں وی کوئے نی۔ انہیں علما دی اکثریت باہروں آون آلے ایرانی تے عرب نژاد لوکیں تے مشتمل ہئی جیڑھے اتھوں دے عام لوکیں نال رلن ملن پسند نا ہن کریندے۔ انہاں کوں دربار دے مسلمان امراء دی حمائت وی حاصل ہئی۔ جیڑھے ہندوستان دے راجیں مہاراجیں دے دربار وچ اثر کوں اپݨے کیتے خطرہ سمجھیندے ہائن۔ کیوں جو او وی باہروں آئے ہوئے ہائن۔ بادشاہ وی علما دی حمائت کوں اپݨے اقتدار واسطے ضروری سمجھیندے ہائن۔ تے انہیں دی حمائت حاصل کر تے لوکیں اُتے ظلم تے تشدد دا جواز تلاش کریندے ہن ایویں سکندر

[ا]۔ سلطان بہلول لودھی دا جانشین سکندر لودھی شراب تے موسیقی دا رسیا ہوون دے باوجود انتہائی متعصب مسلمان ہا تے اوایں سلسلے وچ حدتوں ودھیا ہویا ہا۔ (طبقات اکبری جلد اول ص ۳۵۵)

لودھی[۱] جیڑھا جو علما دا وڈا حمائتی ہا ہک دفعہ کبیر جہیں مرنجاں مرنج شخص کوں وی کاشی وچوں کڈھ ڈتا حالانکہ او آپ شرابی ہا تے کوئی چنگیں خصلتیں دا مالک کوئے نہ ہا۔ علماء دے مقابلے وچ صوفیا دا وزتار اعوام دوستی دا ہا او محبت تے پیار دا پرچار کرن دے نال نال بادشاہ اتے اوندے امرا دے بنائے ہوئے اخلاقی ضابطے تے اداریں کوں ہمیشہ نفرت دی نگاہ نال ڈیہدے ہن اور انہیں اخلاقی ضابطے دی پابندی نہ کرتے انہیں کوں معتبر نا ہن تھیون ڈیندے کیوں جو انہیں دے نزدیک اے ضابطے اپنی روح وچ عوام دشمن تے توہین آمیز ہن اور شرف انسانیت دے خلاف ہن جیوں جیوں ہندوستان وچ مسلمانیں دا اقتدار مضبوط تھیندا گیا اے بھڑاند وی تیز تھیندی گئی۔

جیویں ویدانتی فلسفے ہندوستان دے باہر وی مسلمان فلاسفہ کوں متاثر کیتا بالکل اینویں ہندوستان تے وی باہر دے مسلمان فلسفی تے متکلمین دا اثر ہندی مسلمانیں تے تھیندا رہ گیا۔ معتزلہ دی فکری تحریک جیں ویلھے اپنے زور تے ہئی بنو عباس اینکوں اپنے حق اچ سمجھیندے ہوئے ایندی حمائت کریندے رہ گئے۔ بعد اچ انہیں کوں مارن اچ ای عباسی خلیفے سب توں اگو ہائن پر ایں تحریک سوچ دے جیڑھے نویں ڈیوے بالے او مخالفت تے تنگ نظری دیاں اندھاریاں وی نہ وسما سگیاں انہاں مدرسے دی بے روح تے فکر کنوں خالی تعلیم دے خلاف سب توں پہلے وٹا ماریا پر انہاں کوں ایندا بہوں وڈا عوضانہ ڈیوناں پئے گیا۔ بہوں سارے لوک قتل تھئے تے بہوں سارے لوکیں کوں گھر بار چھوڑنا پئے گیا۔ نویں سوچ دے خلاف مولویں دی مخالفت دی تاریخ اتنی لمبی ہے جو ایندے شہاب الدین سہروردی، منصور حلاج، سیدی موید، ابن رشد، ابوسعید، ابوالخیر، ابن الہثیم تے بئے بہوں سارے ناں ہن جیڑھے اج ساری دنیا دی نظر وچ محترم ہن تے مسلمان فی انہیں دے ناں کوں اپنے فخر دی بنیاد بنیندن یا تاں اے قتل تھئے یا ول ساری زندگی جیلیں تے خواری اچ گذاری ابن تیمیہ تے امام حنبل [۲] جہیں لوک جیڑھے دراصل مولویں دی برادری دے بندے ہن ساری زندگی ذلیل تھیندے رہے گئے۔ جیندا نتیجہ اے نکلیا جو امام غزالی جہیں بندے موقع تے رجعت پرستی دی ہک نویں راہ کڈھی تے عقل کوں عقل دے خلاف استعمال کر کے مسلمانیں وچ راہ پاون والے نظریات کوں افلاطون دے نظامِ فلسفہ نال ونج ملایا تے اوندی رج مخالفت کر کے نویں علم الکلام دی بنیاد رکھی حالانکہ ڈکھ دی گالھ اے ہے جو جنہیں نظریات کوں افلاطون دے خیالات سمجھا

[۱]۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تاراچند، ص ۹۷

[۲]۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تاراچند، ص ۸۹۔۸۸

گیا ہا اونو فلاطونی فلسفیں دے اُفکار ہن تیں اے مغالطہ اجاں تائیں دور نئیں تھیا [۱]۔

مسلمان متکلمین دے عقل دشمن افکار دربار تے مدرسہ دے لوکیں اچ زیادہ مقبول تھئے تے انہیں کوں آزاد فکری دی تحریک کوں پھیہن دا موقع مل گیا۔ ایندا نتیجہ اے نکلیا جو ہک پاسوں تاں عقیدہ پرست تحریکاں زیادہ متشددانہ رستہ اختیار کیتا جیویں کہ قارمطہ یا بابیت [۲] دی تحریک (ایہو جیہاں تحریکاں ہندوستان وچ وی شروع تھی گیاں۔ سید محمد جونپوری باقی باللہ تے شیخ احمد سرہندی وغیرہ) تے ڈوجھی طرف صوفیں اپنے خیالات دی فلسفیانہ تشریح نہایت پیچیدہ تے مبہم زبان استعمال کرن شروع کر ڈتی۔ مثال دے طور تے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اپنے انقلاب آفرین فلسفہ وحدت الوجود دی تشریح واسطے استعمال کیتی خاص طور تے فصوص الحکم دی زبان۔ صوفی شاعریں دی زبان ول وی عوامی تے سادہ ہئی البتہ انہیں علامتیں تے اصطلاحات وچ شیخ اکبر دی پیروی کیتی۔ شاعری دی جاہ تے اپنے سماجی ورتاوے کوں اپنے خیالات دے اظہار دا ذریعہ بنایا۔ ایں احتیاط دے باوجود او تنگ نظر تے فرقہ پسند مولویں دی مخالفت توں بچ نہ سگئے۔

ابن عربی تے وحدت الوجود

اسلامی تصوف وچ جیندا سب توں وڈا اثر ہے او شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ان۔ ابن عربی جنہاں دا پورا ناں شیخ ابوبکر محی الدین محمد بن علی ہے، ۱۷ر رمضان ۵۶۰ھ/ ۲۸ جولائی ۱۱۶۵ء اچ اندلس دے شہر مُرسیہ اچ پیدا تھئے انہیں دی نسبت الحاتمی الطائی توں پتہ چلدے جو انہاں دا تعلق عرب دے قدیم قبیلے بنوطے نال ہا۔ ۵۶۸ھ اچ ابن عربی سپین دے ہک شہر اشبلیہ چلے گئے جیڑھا اوں وقت علم دا گڑھ ہا۔ اتھاں انہاں وڈے وڈے علما کنوں تعلیم پاتی بعد وچ او اندلس چھوڑ تے اسلامی دنیا دے سفر تے نکل کھڑے تھے اوں وقت انہیں دی عمر اٹھتری سال ہئی۔ او ول کڈاہیں وطن واپس نہ گئے۔ ٹردے پھردے مکہ معظمہ بغداد ایشیائے کوچک تے حلب گئے۔ دمشق پہنچے تے ہمیشہ کیتے اتھائیں رہ گئے ۱۲۴۰ء وچ وفات پاتی تے جبل تاسیون وچ دفن تھئے آپ انتہائی متنازعہ شخصیت ہن کجھ لوک انہیں کوں ولی کامل قطب زماں سمجھیندے ہن تے بہوں سارے کافر تے ملحد [۳] انہیں دی وتک اچ وی بہوں ساریاں کتاباں لکھیاں گیاں تے مخالفت وی رج کے تھئی انہیں دی وتک

[۱]۔ فلسفہ جدید کے خدوخال مرتبہ پروفیسر خواجہ غلام صادق، ص ۳۱۰

[۲]۔ دائرہ المعارف اسلامیہ

[۳]۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تاراچند، ص ۹۱

وچ جنہاں بزرگاں کتاباں لکھیاں انہیں دے ناں اے ہن: مجد الدین الفیر و، سراج الدین المخروسی، الفخر الرازی، جلال الدین السیوطی، عبد الرزاق الکاشانی، مخالفت اچ رضی الدین ابن الخیاط، الذھبی، ابن تیمیہ، ابن عباس، جمال الدین محمد بن نور الدین انہیں دے کتابیں دے بارے وی کافی رپھڑ اے۔ عبد الرحمٰن، جامی دے مطابق انہیں دی تعداد ۵۰۰ ہے۔ الشعرانی جامی کنوں ۱۰۰ کتاباں گھٹ ڈیسیندے رجب حلمی دے مطابق کل تعداد ۲۸۴ بندی اے تے خود شیخ اکبر مرن توں پہلے ہک یاداشت اچ اپنیاں کتاباں دی تعداد ۲۵۱ ڈیسیندن۔ ترجمان الاشواق انہیں دے نظمیں دا مجموعہ اے۔

شیخ اکبر فلسفہ وحدت الوجود کوں ہک باقاعدہ شکل ڈتی ہے حالانکہ تصوف دا بنیادی نظریہ ویدانتی تے یونانی ہے[۱] تے فیثا غورث کوں پہلا صوفی سمجھیا ویندے۔ ابن عربی دا خیال اے جو سارا عالم اشیاء اوں حقیقت دا محض پچھانواں ہے۔ جیڑھی ابندے پچھوں لکی ہوئی ہے۔ یعینی وجود حقیقی دا جوہر اوں شے دی آخری بنیاد اے جو ہئی، جو ہے یا جو ہوسی۔ عقل دے وس دی گالھ نہیں جو اوں اتحاد کوں سمجھ سگے ایہہ واسطے او دوئی تے زور ڈیندی ہے۔ شئیں دے درمیان جیڑھا اتحاد اے ایندا ادراک محض وجدان نال تھی سگھدے۔ وجودِ مطلق ناقابلِ تقسیم تے غیر متشخص اے زمان و مکان دی قید کنوں اگوں تے انسان دے علم کنوں باہر اے۔ ہر شے اوندی ذات دا حصہ ہے تے ذاتِ باری کنوں باہر کہیں شے دا وجود کائنی۔ دوئی Dulity محض عقل دا فریب ہے۔

جیڑھی شے محبوب یا معبود تھی سگھدی اے جو ہر اے اینکوں کہیں مخصوص عقیدے، شکل یا مذہب نال محدود نہیں کیتا ونج سگدا کوئی شے جیڑھی پوجی ویندی پئی اے ایندی حقیقت ایندے سوا کجھ نہیں جو او ان گنت صورتیں وچوں ہک اے۔ خدا کوں صرف ہک صورت وچ محدود تے باقی تمام صورتیں کنوں انج کر ڈیون کفر اے تے ہر شے جیڑھی پوجن دے لائق ہے اوندے وچ مذہب دی صحیح روح لکی ہوئی ہے۔

'بزرگ و برتر ہے او ذات جئیں سب شیاں کوں بیدار کیتے اور جو خود انہاں دا اصل ہے۔' (فتوحات مکیہ، صفحہ ۲۷)

'توں تمام چیزیں کوں اپنی ذات وچ خلق کیتا، جمع کریندیں ہر چیز کوں جینکوں توں پیدا کریندیں۔ توں اوں چیز کوں پیدا کریندیں جیندا وجود تیڈی ذات اے کڈاہیں ختم نئیں تھیندا۔ للہذا توں ایں تھوڑا تے توں ای بہوں ایں۔'[۲]

ابن عربی نے فنا تے بقا دے روائتی تصور کوں ختم کر ڈتا تے نال عشق کوں ایں رہبر اول بنایا۔

---

[۱]۔ دائرہ المعارف اسلامیہ، [۲]۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تاراچند، ص ۱۲۴

وحدت الوجود دے فلسفے دا بنیادی نکتہ 'ہمہ اوست' ہے۔ تمام ہک اے، عالم اوندی ذات دا مظہر ہن۔ کوئی چھوٹا وڈا کائنی۔ تمام مذاہب سچے ہن، کوئی کوڑا کائنی۔ اے گالھ ہر کہیں دے سنگھوں نئیں لہندی۔ خاص طور تے مولویں کوں تاں اتھاں گھوگھا آویندے۔ او کڈاہیں اے گالھ نئیں من سگھدے جو کوئی کوڑا کوئے نمیں۔ سب اوندی ذات دا جلوہ ہے۔ ول مولویں دا کیا کم رہ ویندے۔ ابن عربی عقل دی بجائے عشق کوں مرشد اول رکھیئے ہوتے اپندے نظریات دی پڑاڈوسا کوں تمام مسلمان صوفییں وچ سنیندی اے۔ مولانا روم دا شعر اے

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما

اے طبیبِ جملہ علت ہائے ما

منصور حلاج کنوں رکھ تے بایزید بسطامی، عبدالکریم الجیلی، ابوسعید ابوالخیر توں عبدالرحمٰن جامی تک سبھ جاہ ہکو گالھ نظر آندی اے۔ انا ربی یا انا الحق صرف منصور حلاج تک محدود نہیں بلکہ تمام صوفی کم و بیش اپندے قائل ہن حتیٰ داتا گنج بخش جیہاں محتاط بندہ وی منصور حلاج بارے نرم گوشہ رکھیندے۔

تعصب جہالت تنگ نظری تے بادشاہیں دی مطلق العنانیت تے جبر دے خلاف وحدت الوجود صحرا دی دھپ وچ ہک ٹھڈے پانی دے چشمے وانگوں ہے جتھاں تھکے ترٹے آتے ماندے لوگ بہہ راہندے ہن۔ خاص کر شاعری دے وچ 'ہمہ اوست' ہک ہمہ گیر علامت دے طور تے ابھرئے ایہا وجہ ہے کہ مثال مشہور تھئی جو 'تصوف برائے شعر گفتن خوب است' شیخ اکبر دی شاعری وی وحدت الوجود دی شرح بن گئی۔

'اے گالھ جو میں عشق کریندا، ہر کہیں کوں پتہ اے میں کیندے نال عشق کریندا اے کہیں کوں پتہ نہیں۔'

'میڈا دل ہک صورت دا دیرہ بن گئے اے ہرنیں واسطے جوہ، عیسائی راہبیں واسطے خانقاہ، بت پرستیں واسطے مندر تے حاجی لوکیں واسطے کعبہ تے الواح تورہ تے کتاب القرآن ہے۔ کیونجو ایہو میڈا دین تے میڈا ایمان ہے (ترجمان الاشواق ص ۳۹۔۴۰)

'اقلیمِ ہستی ہک دائرہ دی شکل اچ اے جتھاں اے ختم تھیندی اے اتھاہوں اپندا آغاز وی تھیندے۔'

فلسفہ وحدت الوجود دے شارحین وچ عبدالکریم الجیلی تے شہاب الدین سہروردی مقتول شامل ہن۔

انہاں دی آزادفکری تے روشن خیالی حاکمیں دی نظر وچ کھٹکدی ہئی۔قاضیں تے مولویں انہیں تے کفر دے فتوے لائے تیں سلطان صلاح الدین دے حکم تے انہیں کوں قتل کرڈتا گیا[۱]۔

اینویں ابوالعلیٰ معریٰ وی ہک بہوں وڈا وجودی تے صوفی تھی گذریئے اوعربی دا قادرالکلام شاعر تے نظریات دے اعتبار نال ملحد ہا ایہو جہیں کئی ملحد ہن جنہیں دے ناں حاجز تے علامہ طبری نے گنوائے ہن غزالی نے انہاں دیاں قسماں وی ݙسیاں۔ڈاکٹر تاراچند آہدے مُلحد تے دہریئے عموماً شعراء تے حکماء ہن۔جیڑھے ایرانی تے ہندوستانی تصورات کنوں متاثر تھئے ہن۔خلیفہ یزید، متنبیٰ تے عمرخیام کوں وی انہیں ملحدیں وچ شمار کیتا ویندے۔معری آواگون دا قائل تے سخت قسم دا سبزی خور ہا۔کھیر مکھن ماکھی تے چمڑے تک کوں استعمال نہ کریندا ہا۔بکھا راہندا ہا تے شادی وادی دا قائل کیناں ہا،عربی دے بہوں وڈے شاعریں وچ ایندا شمار تھیندا ہا اور سمیں رواجیں دا وی دشمن ہا۔'مسجد وچ عبادت کرن چھوڑ ڈیو۔آ سان عبادت تے قربانی دا کوئی فائدہ نہیں۔وقت آون والا اے جو تقدیر تہاڈے اگوں مدہوشی دی شراب رکھسی تے تہا کوں پیونی پوسی۔'

'اے گالھ صحیح اے جو خدا توں وڈا کوئی معبود نہیں تے اے وی صحیح اے جو دماغ کنوں وڈا کوئی پیغمبر نہیں۔انسان جیڑھی بہشت دی تلاش وچ ہے او اوندے اپنے اندر موجود اے[۲]۔

شیخ اکبر ابن العربی دے بعد ڈوجھا صوفی عبدالکریم الجیلی ہا جیں وحدت الوجود تے ابن عربی دی کتاب فتوحات مکیہ تے ہک بہوں وڈی تصنیف 'انسان کامل' دے ناں نال لکھی ہے۔اوندی کتاب بھانویں جو ابن عربی دے پائے دی ناں ہئی لیکن فلسفہ وحدت الوجود کوں سمجھن تے مقبول کرن وچ ایندا اوڈا ہتھ ہے۔'ہمہ اوست' دے نتیجے وچ اے نظریہ عام رواج پا گیا جو خدا دی عبادت دے بے شمار طریقے ہن تے تمام مذاہب سچے ہن جو سب دا مقصد ہکو ہے۔ابن عربی لکھدے جو:

'ہر شخص دا خدا اوندی اپنی تخلیق ہوندے۔جیڑھے ویلھے کوئی شخص خدا دی تعریف کریندا پیا ہوندے تاں اوں ویلھے اپنی تعریف کریندا پیا ہوندے۔ایں واسطے او ڈوجھے دے عقائد دی مخالفت کریندے۔جے او انصاف پسند ہووے تاں اینویں ہرگز نہ کرے۔اوں بندے دی اے ناپسندیدگی اوندی جہالت ہوندی اے۔جیکر اونکوں حضرت جنید بغدادی دا اے قول معلوم ہوندا جو: 'پانی جیڑھے برتن اچ ہوندے اوندا رنگ اختیار کرگھندے' تاں او ڈوجھیں دے عقائد وچ دخل نہ ڈیندا بلکہ ہر صورت تے ہر عقیدے وچ اونکوں خدا دا جلوہ نظر آندا۔'

---

[۱] تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تاراچند،ص ۱۰۵،[۲]۔تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تاراچند،ص ۱۲۸

اے خیالات صوفییں دے عقائد اچ ویدیں دے حوالے نال آئے عبدالکریم الجیلی لکھدے:

'میں او نواں جمیاہاں جیندا پتر اوندا پیو ہے، میں انہیں تھریں کوں ملیاں جنہیں میکوں جمایا میں انہیں دے نال شادی کرن چاہی تاں انہیں منظور کر گدھی'۔

اے جملے حیرت انگیز حد تک ویدک علم نال ملدے جلدے ہن کیوں جو ویدیں اچ Aditis کوں میریں آکھیا گئے تے خود انہیں کوں اپنے پتریں دیاں زالیں' ساڈی کلاسک دے بہوں وڈے شاعر بلھے شاہ دا شعر ہے:

بابیل قابیل آدم دا جایا۔ آدم کیندا جایا

بلھے شاہ اوں توں وی اگو۔ ڈاڈا گود کھڈایا

ساڈی سرائیکی شاعری تے کلچرا تے ویداں تے ہندو کلچر دا بہوں زیادہ اثر ہے خواجہ فرید دیاں ہندی کافیاں تے شاہ حسین دا کلام ایندا بہوں وڈا ثبوت ہے۔

اونویں تے پوری مسلمانیں دی شاعری تے خاص طور تے برصغیر وچ سندھی تے سرائیکی شاعری تے وحدت الوجود دا بہوں زیادہ اثر ہے بلکہ ساڈی وڈی شاعری وحدت الوجود دے زیر اثر لکھی گئی سچل سامی تے بھٹائی کنوں رکھ تے سلطان باہو، بلھے شاہ تے خواجہ فرید تک وحدت الوجودی صوفی ہن۔ سرائیکی شاعراں وچوں صرف شاہ حسین ایہو جیہاں شاعر ہے جینکوں اساں وحدت الوجودی صوفی دی بجائی ویدانتی صوفی آکھ سگدے ہیں۔[۱]

بابا فرید دے بعد سرائیکی کلاسک دے اولین شاعریں وچوں شاہ حسین دا مقام بہوں اُچا ہے تیں انہیں دی شاعری دا اثر بعد وچ آون آلے تمام صوفی شاعراں تے بہوں گہرا ہے۔ حتیٰ کہ اے اثر خواجہ فرید تک پجدے۔ ایندے بعد شاہ حسین دا اثر ساڈی شاعری تے اُکا نہیں ملدا حالانکہ بلھے شاہ دا اثر شاعری تے عوام تے اج تک اونویں قائم ہے۔ ایندی وجہ غالباً اے تھی سگدی اے جو آون والا زمانہ تبدیلی تے عمل دا زمانہ اے جیڑھا بلھے شاہ دے فلسفے دے زیادہ قریب اے نہ تے شاہ حسین دے فلسفے دی شاید ایں زمانے وچ گنجائش کینی۔

برصغیر اچ ابن عربی دے خیالات تیرہویں صدی وچ پج گئے ہن تے لوکیں انہیں تے غور کرن شروع کر ڈتا ہا۔[۲] ہندوستان اچ ابن عربی دے پہلے طالب علماں وچوں شیخ صدر الدین

[۱]۔ برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، قاضی جاوید، ص ۶۸-۱۶۷

[۲]۔ برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، قاضی جاوید، ص ۶۶

عارف داناں گھدا ویندے۔ ایندی تصدیق عراقی دی کتاب 'لمعات' کنوں وی تھیندی اے۔ صدر الدین عارف دے بعد جیڑھے بندے داناں ایں سلسلے اچ چاپا ویندے او مسعود بک ہے۔ جیڑھا سلطان فیروز شاہ تغلق دے عزیزاں وچوں ہا۔ انہاں دیاں ڈو کتاباں 'نور العین' تے 'مراۃ العارفین' مشہور ہن۔ جنہیں دا ہک ہک لفظ شیخ اکبر دے رنگ وچ رنگیاں ہوئے انہیں دے وحدت الوجودی خیالات دی وجہ کنوں مولویں انہاں دی بہوں مخالفت کیتی جیندی وجہ کنوں انہاں کوں وی قتل کرڈتا گیا [۱]۔

چوڈھویں صدی وچ ہندوستان وچ شیخ اکبر دیاں تعلیمات عام تھی گیاں تے انہیں دے کتابیں دیاں شرحاں لکھیجن لگ پئے گیاں تے ترجمے تھیون پئے گئے۔ انہیں شارحین وچوں میر علی ہمدانی تے شیخ شرف الدین دہلوی بہوں مشہور ہن۔ ابن عربی دے مداحین وچ سب توں وڈا ناں شیخ عبد القدوس گنگوہی دا ہے، دارا شکوہ دے بقول اپنے وقت اچ انہاں کنوں وڈا عالم برصغیر اچ کوئی نہ ہا۔ خود دارا شکوہ وی شہزادہ ہوون دے باوجود اپنے وقت دا بہوں وڈا عالم ہا۔ عربی فارسی توں علاوہ سنسکرت دے بہوں وڈے عالمیں وچوں ہا تے ہندوستان دی دیو مالا تے کامل عبور رکھیندا ہا۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی 'اپنے اشعار' مکتوبات تے مختلف تصانیف دے ذریعے وحدت الوجود کوں مختلف حوالے نال پیش کیتے۔ انہیں فلسفہ وحدت الوجود کوں نہ صرف عقلی سطح تے قبول کیتے بلکہ اوں کنوں سماجی تے تہذیبی نتائج وی اخذ کیتن۔ او ہک جاہ تے لکھدن جو مومن، کافر، مطیع وگنہگار، صادق کاذب تے چھوٹے وڈے دیاں تمام تقسیماں غلط ہن۔ اصل گالھ اے ہے جو سبھے انسان برابر ہن۔ انہیں خیالات دا اظہار لودھیں دے وقت بہوں زور شور نال تھیندا پیا ہا۔ لودھی انتہائی متعصب تے تنگ نظر حکمران ہن انہیں جبراً وی انہیں خیالات کوں روکن دی کوشش کیتی اے پر عوام نے انہیں دی شاعری انہیں دے ورتاوے تے پیار محبت دے پیغام کوں جیویں قبول کیتے اوندا اظہار اج وی انہیں دے مزاریں تے لوکیں دے اجتماع کنوں تھیندے تے صوفیاء دی شاعری اج وی عام تے گائی ویندی اے۔ بھگت کبیر، بھٹائی، شاہ حسین تے بلھے شاہ اج وی لوکیں دے دلیں وچ وسدن تے لوک اج وی زندگی دا معتبر رویہ صوفیا دی زندگی کوں سمجھیندن۔ ایہا وجہ ہے جو باوجود مُلاں دی مخالفت دے، مزاریں تے میلے ٹھیلیں تے نچن گاون دا رواج، سماع تے رقص وسرود دے محفلیں کنوں گھدا گئے۔ ہندو مسلم ثقافت دے فروغ وچ ہندوستانی موسیقی دا بہوں وڈا دخل اے۔ ساڈے صوفئیں

---

[۱]۔ برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، ص ۶۷

ہندوستانی موسیقی دے ودھارے کیتے وی بہوں وڈا کم کیتے ۔ بہوں سارے ساز تے راگ مسلمان صوفییں دے ایجاد ڈسائے ویندن ۔

بھگتی تحریک دا تصوف تے اثر

ہندو مسلم اتحاد دے سلسلے اچ ہندوستان وچ اٹھن والی بھگتی تحریک دا بہوں وڈا ہتھ اے ۔ اے تحریک جنوبی ہند وچ مسلمان سوداگراں تے مبلغین دی آمد نال شروع تھئی ۔ جیڑھی ودھدی ودھدی پندرہویں صدی عیسوی تک پورے ہندوستان وچ پھیل گئی تے ایندا سبھ توں زیادہ اثر سندھ تے سرائیکی علاقے وچ تھیا ۔ اے تحریک لکّھی (خودرَو) نہ ہئی بلکہ ڈو عظیم تہذیبیں دے ملاپ نال شعوری طور تے وجود وچ آئی ۔ اسلام دے ظہور کنوں وی پہلے عرب تاجریں دیاں وستیاں مالابار تے کارو منڈل دے ساحل تے موجود ہن اتے جنوبی ہندوستان دے لوک شروع صدیں کنوں ای اسلام دی تعلیم کنوں واقف تھی گئے جیڑھے ویلھے حجاج بن یوسف دے ظلم کنوں اک تے بنو ہاشم تے انہیں دے عقیدت مند عرب توں نسے تاں او جنوبی ہند اچ آباد تھئے ۔ انہاں دے وچ مبلغین دی وی ہک بہوں وڈی تعداد موجود ہئی ۔ جیڑھے ہندو وستیاں وچ ہندو لوکیں نال رل مل تے رہندے ہن ۔ اتے انہیں اپنے ناں وی ہندوانہ نویں تے رکھئے ہوئے ہائن [۱] انہیں دی زیادہ تعداد اسماعیلی فرقے نال تعلق رکھیندی ہئی ۔

انہاں نے ہندومت تے ہندوستانی تہذیب دا اتنا اثر قبول کیتا جو انہاں اپنے اکابرین دے ناں وی ہندو دیوتائیں دے ناں تے رکھئے ہوئے ہائن ۔ مثلاً شیخ زین الدین ابو یحییٰ (۸۷۳ء تا ۹۲۳ء) کوں 'نورست گرو' تے شیخ صدرالدین کوں ہندو 'مچھرناتھ' دے ناں نال یاد کریندے ہن ۔ صدرالدین نے ہک کتاب 'دس اوتار' دے ناں نال لکھی جیندے وچ حضرت آدم کوں 'شِو' حضرت محمد کوں 'برہما' تے حضرت علی کوں 'وشنو' آکھیا گیا ۔ ایں توں علاوہ سندھ وچ حسینی بانبھنیں (برہمن) دا ہک فرقہ اج تئیں موجود اے جیڑھا حضرت محمد کوں ہندوا اوتار دا درجہ ڈیندے [۲] ۔ ہندوستان اچ اے حالات ہن جیں ویلھے بھگتی تحریک دی ابتدا تھئی ایندے ابتدائی بانییں وچ سوامی رامانج (۱۰۱۶ء ۔ ۱۱۳۷ء)، مادھو (۱۱۹۹ء ، ۱۲۷۸ء)، آنند تیرتھ وشنو سوامی تے باسوہن ۔ ڈاکٹر تاراچند دے بقول ایں تحریک دا سبب مقامی ہندو راجیں دی فراخ دلی تے غیر متعصّبانہ رویّہ ہا جنہیں عرب تاجریں کوں اپنیاں

[۱] ۔ پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء ، سبط حسن ص ۲۰۹-۷

[۲] برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء ، قاضی جاوید ۷۰-۶۹

عبادتگاہیں بناون دی اجازت ڈتی تے انہیں کوں کھلے عام تبلیغ کرن دے موقعے ڈتے۔ جیندے نتیجے وچ بھگتی تحریک نال ملئے ہوئے لوکاں کوں اسلام سمجھن دا موقع ملیا تے ایندے نال ہک نویں ہندو مسلم ثقافت وجود اچ آئی۔ رامانج دے بعد سوامی رامانند تیرھویں صدی دے اخیر وچ بنارس وچ پیدا تھیا۔ اے برصغیر وچ خاندانِ غلاماں دا دور ہا۔ ایں طرحاں بھگتی تحریک جنوبی ہند توں شمالی ہند وچ پج گئی۔ اے پہلا بھگت ہا جیں ویدانتی فلسفہ کوں منن کنوں انکار کر ڈتا تے اوں اپنے گرو را گونند شنکر دی گالھ وی نہ منی جو شودریں تے عورتیں کوں اپنے پنتھ وچ شامل نہ کرو۔ انہاں واضح طور تے اعلان کیتا جو ذات پات برہمن تے پنڈتیں دے ڈھکو سلے ہن۔ اوں نے آکھیا جو ایشور پریم تے پریم ایشور اے۔ اوں نے آکھئے پریم بھگتی توں شودر، برہمن، مسلمان، ہندو مرد، عورت کہیں کوں نہیں ہٹکیا ونج سگدا۔ بلکہ جینکوں ایشور دا گیان تھئے سمجھو او تمام سماجی بندھنیں توں ازاد تھی گئے۔ رامانند دیاں تعلیمات حیرت انگیز حد تک مسلمان صوفیاں نال ملدیاں ہن۔

رامانند برہمن گھرانے وچ پیدا تھیا پر بہوں جلدی او مذہب دے روایتی بندھنیں کنوں ازاد تھی گیا۔ او آہدا ہا جو بھگوان کوں ملن دا رستہ صرف پریم اے۔ ایندے کیتے مذہب دی کوئی لوڑ نئیں۔ نہ ہندو مسلمان دی شرط اے۔ ایں طرح اوں صحیح معنے وچ ہندوستان اچ ہک نویں پنتھ دی نینہہ رکھی اے تے رامانج دی چلائی ہوئی بھگتی تحریک کوں اوں ہک اہو جہیں دگ تے ٹور ڈتا جیڑھی اگو ونج تے ہک وسیع مذہب دی حیثیت اختیار کر گئی تے او مذہب ہا پریم، بھائی چارہ تے ڈکھ سکھ دی سانجھ دا مذہب۔ رامانند دے چیلڑیں اچ جیندا ناں چایا ویندے او ہن انت، کبیر، پیپا، بھاوانند، شوکھا، سرسورا، پدماوتی، نرھری، رائے داس چمار (جیندی بعد اچ راجستھان دی راجکماری تے ہندی دی مشہور معروف شاعرہ میرا داسی بنی)، دھنا، سسن، تے سرسورا دی زال۔

انہاں سب وچوں جیکوں عالمگیر شہرت حاصل تھئی او کبیر اے۔ سچی گالھ تے اے ہے جو چوڈھویں تے پندرھویں صدی عیسوی ہندوستان اچ اے جیڈی شخصیت پیدا نئیں تھئی۔ کبیر ٹھڈے پانی دا ایجھاں دائمی تے ابدی چشمہ اے جیں کنوں انسان ہر زمانے اچ اپنی تریہہ لہیندا راہسی۔ کبیر صحرا دے وچ گھاٹی چھاں آلے اوں درخت آلی کار ہے جتھاں تھکے ترٹے پاندھی آکے تھکیڑا لہیندن تے۔ ول اپنی منزل دو ٹر پوندن یا او روشنی دے مینار آلی کار اے جیڑھا لوکیں کوں رستہ نہیں بھلن ڈیندا۔ کبیر دے جمنے بارے بہوں سارے قصے مشہور ہن۔ آہدن جو او ہک رنڈ ربا ہمنی دے گھر جمیا تے اوں اپنی شرم لکاون کیتے اینکوں ہک تلا دے بنے سٹ گھتیا جتھوں ہک مسلمان علی (تیرو)

پاولی چاتے اپنے گھر گھن آیا۔ جتھاں اوندی زال اونکوں اپنا پتر بنا کے پالیا کبیر چھوٹے لاکنوں باقی بالیں کنوں وکھری طبیعت دا مالک ہا۔ کبیر دے پیو ماغریب ہن اینکوں تعلیم نہ ڈواسگدے ہن ایں واسطے انہیں اینکوں اپنا کسب سکھایا جیڑھا کبیر مردے دم تک نہ چھوڑیا۔ کبیر شروع کنوں غیر متعصب ہا او مسلمان ہوون دے باوجود جینو پیندا تے خدا کوں ہندو نانویں نال یاد کریندا ہا۔ کبیر چونکہ پہلے کہیں دا مرید کائے نہ ہا ایں کیتے لوک اینکوں بے پیرا آہدے ہن۔ بعد اچ او راما نند دا مرید تھی گیا۔ اے عرصہ بہوں تھوڑا اے تے ہولے ہولے کبیر دے عقیدے راما نند کنوں وکھرے تھیندے گئے۔ ابو الفضل کبیر دے متعلق آہدے جو او نہ ہندو ہا تے نہ مسلمان بلکہ ہک توحید پرست ہا۔ اوندا مذہب خدا تے پریم ہا۔ کبیر چونکہ سچائی دی گول پھول اچ ہا ایں کیتے اوں کافی عرصہ مسلمان صوفئیں دی صحبت وچ گذاریا۔ خاص طور تے مانک پور جتھاں کبیر شیخ تقی رحمۃ اللہ علیہ دے اقوال بڑے غور نال سنیے۔ ایں سلسلے وچ اوں جون پور جیڑھا کہیں وقت بہوں وڈا علمی مرکز ہا کجھ عرصہ گذاریا۔ جھوسی جتھوں دے متعلق مشہور اے جو اتھاں اکوی پیر رہندے ہن۔ جیڑھے نبی کریمؐ دا خطبہ پڑھدے رہندے ہن۔ کبیر انہیں دی صحبت اچ وی ریہا۔ پر سچی گالھ ایہا اے جو اونکوں کتھائیں وی تسکین نہ ملی۔ جتھاں او پنڈتیں دی رسم و رواج تے عقیدیں تے تنقید کریندا، اتھاں او مسلمان عالمیں دی دنیا داری تے جاہ پرستی کوں وی نفرت نال ڈیہدے۔ کبیر او پہلا ہندوستانی اے جیں ہندو مسلم عقائد کوں رلا تے ہک نویں پنتھ دا ایرا رکھیا۔ جیڑھا تمام مذاہب کوں خدا دی وحدانیت نال جڑیندے۔ او خود آہدے جو ہندو مندر اچ ویندن تے مسلمان مسجد وچ پر کبیر اتھاں ویندے جتھاں ہندو مسلم ڈوہائیں ویندن۔ ڈوہائیں مذہب ہک درخت دیاں ڈو شاخاں ہن جنہیں وچوں ہک تریجھی شاخ پھٹی جیڑھی انہیں ڈوہائیں کنوں اگوں نکل گئی اے۔ کبیر ڈوہائیں مذہبیں دے رسمیں کوں نہیں منیندا او تاں ہک ایجھا سریرا اے جیندے وچ اوندی ذات وسدی اے۔ کبیر دے نزدیک، کعبہ کاشی تے رام رحیم تھی گئے۔' کبیر کوں لوک طعنے ڈیندے ہن جو توں کینجھاں مسلمان ہیں جو تیڈا تاں ختنہ وی نئیں تھیا ہویا تاں او آہدا جو لوگ ختنہ محض اپنی شہوت تے لذت کیتے کرویندن جے کر ختنہ خدا کوں منظور ہوندا تاں او میکوں ختنے نال پیدا کریندا۔ کبیر نرا ان پڑھ وی کائنا ہا او صوفیاء دی تعلیمات بہوں کن لاتے سمجھئے۔ تے اوندے کلام وچ تصوف دیاں تمام اصطلاحات ورتیاں گئن۔ شیخ فریدالدین عطار تے کبیر دے نظمیں دے عنوان ہک ڈوجھے نال بہوں ملدن بیا مولانا رومی تے سعدی شیرازی کنوں وی کبیر متاثر تھئے۔ 'جیڑھے ویلھے تساں دنیا اچ آئے تساں رُنے ہاوے تے لوک کھلن ہُن ایجھاں رستہ

اختیار نہ کرو جو مرن تے تساں رووتے لوک کھلن' اے سعدی شیرازی دی بیٹھ ڈتی ہوئی رباعی دا ترجمہ لگدے

یاد داری کہ وقت زادن تو
ھمہ خنداں بدند تو گریاں
آں چناں زی کہ بعد مردن تو
ھمہ گریاں بودندو تو خنداں

کبیر کہیں جاہ توں وی روایتی تعلیم حاصل نہیں کیتی او جتلی علم حاصل کیتے سب زبانی ہا صوفییں تے بھگتیں دیاں مجلساں وچ بہہ کے تے اپنی سوچ دے حوالے نال او اوں ویلھے دے مروجہ نظریات کنوں بالکل واقف ہا اے کینویں تھی سگدے جو ہک اصلوں ان پڑھ بندہ اپنے پچھوں ہک ایہو جہیں وڈی سوچ سٹ ونجے جیڑھی اج تونیں لوکیں کیتے مذہبی تنگ نظری تے تعصب دے خلاف ہک طاقتور ہتھیار بندی پئی اے۔

کبیر ہندو مت یا اسلام کہیں کوں وی ہک ڈوجھے تے فوقیت نہیں ڈیندا۔ کبیر پنتھ اچ ڈوہائیں مذاہب دے منن والے موجود ہن۔ کبیر خود آہدے:

'نہ میں دھرمی ہاں تے نہ آدھرمی۔ نہ میں سنیاسی ہاں تے نہ دنیا دار تے نہ دنیا دے کمیں کنوں ہاں نہ میں کہیں کنوں جدا ہاں نہ کہیں دا سنگتی ہاں نہ میں دوزخ دو ویندا ں تے نہ جنت دو اے ٹھیک اے جو سب کریں دا کرن ہار میں خود ہاں پر میں اوں توں مختلف ہاں۔

انسان کھڑے سمندر اچ ہک بلبلے دی کار ہے حقیقت صرف سمندر اے اینویں کبیر بلبلہ اے تے کبیر ای سمندر اے۔'

جیڑھلے کبیر آہدے جو میں نہ ہندو ہاں تے نہ مسلمان میں تاں جو کجھ ہاں او تہاڈے سامنے ہاں۔ ایں توں علیحدہ کجھ نئیں۔ تاں اے گالھ بھگتی تے تصوف دے منن والے ڈوہائیں دی تعلیم دی بنیاد اے۔ شاہ حسین دی ہک کافی دے بول ہن:

اے نی حسین جلاہا
نہ اس مول نہ لاہا
نہ گھر باری نہ او مسافر
نہ او مومن نہ کافر

جو آہا سو آہا

نا بھاجی دے مطابق کبیر ذات پات دے فرق کوں تسلیم نہیں کریندا تے نہ او ہندو فلسفے کوں سند منیندا تے نہ باہمنیں کوں سچا سمجھیندا اہا، اوندے نزدیک تیاگ برت دان کوئی حیثیت نہ رکھیندے ہن۔

دراصل کبیر جیڑھے ہندو مسلم اتحاد دا حامی ہا تے اوندی بنیاد تے او ہک خالص ہندوستانی پنتھ کوں رواج ڈیون چاہندا ہا او اتھوں دے تے مفاد پرست طبقیاں دے خلاف ہئی۔ نہ تاں ہندو پنڈت نہ مسلمان مولوی ایں گالھ کوں پچا سگدے۔ ایہا وجہ اے جو کبیر دی ڈوہائیں طبقیاں مخالفت کیتی تے کبیر کوں کافر آکھ تے ڈوہائیں طبقیاں بادشاہ کوں ایندے قتل دی سفارش کیتی۔ کبیر کوں سکندر لودھی سڈوایا تے کاشی وچوں دیس نکالا ڈتا۔ پر کبیر دے خیالات ڈکن انہیں دے وس دی گالھ نہ ہئی۔ کبیر رسمیں تے توہمات دے اتنا خلاف ہا جو اخیر عمر اچ او کاشی (جیندے متعلق ہندوئیں دا عقیدہ اے جیڑھا اتھاں مرسی اور سدھا جنت وچ ویسی) چھوڑ تے مگھر (جیندے متعلق مشہور رانے جو جیڑھا اتھاں مرسی اوندا اڈو جھا جنم گڈھاں دا ہوسی) ونج وسیا تے اتھاہیں جند ڈتی۔ کبیر سدھا سادا بندہ ہا، نہ دنیادار تے نہ تیاگی اوں ساری زندگی اپنے کسب کنوں روٹی کمائی۔ کبیر بہوں وڈی عمر پاتی (بعض دے لحاظ نال ترینوے سال تے بعض دے لحاظ نال ہک سو پنج سال) پر ساری عمر نہ تاں او کہیں بادشاہ دو گیا تے نہ کہیں امیر دے درتیں۔ ہک سچے بندے دی مثالی زندگی گذاری۔ کبیر دی تعلیمات دا براہ راست سرائیکی علاقے اچ تاں کوئی اثر نہ تھیا پر اوندے شاگردیں دادو دیال۔ تے دھنا دا سندھ اچ بہوں اثر تھیا۔ دھنا دے شبد اج وی سندھ اچ گائے ویندن۔ کبیر دے چیلڑیں وچوں گرونانک دا پنجاب اچ بہوں اثر تھیا تے ہک نواں مذہب وجود آیا پوادھی پنجاب دے پورے صوبے اچ سکھیں دی اکثریت اے۔ اے وی حیرت دی گالھ اے جو ہیٹھلے پنجاب (سرائیکی علاقہ) اچ باقی تمام بھگتیں دا اتھوں دی شاعری، عام رسم ورواج، تے عقیدیں تے بہوں گہرا اثر اے، پر گرونانک جی یا سکھ مذہب دا کوئی نشان کائے نی۔ نہ صرف سکھ مذہب دا بلکہ اُتلے پنجاب وچ اٹھن والیاں متشدد مسلمان تحریکاں دا کوئی اثر نئیں تھیا۔ ایندا مطلب اے ہے جو سرائیکی علاقہ تے صوفیاں تے بھگتاں دا اتنا اثر اے جو اتھاں کہیں متشددانہ تحریک دیاں پاڑھاں لوکیں وچ نہیں لہہ سگیاں۔ ایندی ہک بئی وجہ اے ہے جو پہلے تاں ایں علاقے کوں اتنا لتاڑیا گئے جو کہیں کوں سر چاون دا موقع نہیں ملیا۔ پچھیں اتلا بے پرواہی ورتی گئی جو کہیں حکمران وی اتھوں دے لوکیں دی ترقی یا فلاح دا کوئی کم نہ کیتا۔ جیندے نتیجے وچ اتھوں دے لوک وی مسلمان حکمرانیں کوں اپنا ناہن سمجھیندے۔ تے اے گالھ عام بیزاری دی شکل اختیار

کر گئی ۔ اتھوں لوکیں نا تاں کڈاہیں او کھے وقت حکمرانیں نال جرأت کیتی تے نہ حکمرانیں دے خلاف اٹھن والی کہیں تحریک اچ شامل تھئے۔ تھیندیں تھیندیں اے پاڑا اتنا ودھیا جو اتلے تے ہیٹھلے پنجاب دی سوچ تے زبان وی وکھری تھیندی گئی ۔ حتیٰ کہ انگریزیں دے وقت تک انہیں ڈوہائیں علاقے دے رستے بالکل مختلف سمت اچ ٹر پئے ۔ خاص کر مغل حاکمیں نہ تاں اتھاں کوئی سرانہہ بنائی نہ کوئی نہر کڈھی تے نہ وت کوئی سڑک بنائی ۔ پورے سرائیکی وسیب اچ ہک عمارت اَجھیں کائنی جیڑھی مغلیں بنائی ہووے ۔ ملتان دی صوبائی حیثیت ختم تھیون نال لوکیں دا رہندا سہندا تعلق وی دلی نال ختم تھی گیا ۔ سکھیں دی حکومت تھیون نال پوادھی پنجاب تے پچھادھی پنجاب دا اتلا حصہ براہ راست سکھیں دے اثر اچ آ گیا تے ہیٹھلے پنجاب دے لوکیں نہ تاں ڈھڈوں سکھیں دی حکومت قبول کیتی نہ سکھ مذہب کوں منیا ۔ جیندے نتیجے وچ ہیٹھلے پنجاب (سرائیکی علاقہ) اچ اُپرپ ودھ گئی تے وتھ زیادہ تھیندی گئی ۔ ■

●

عمر: گذری یار گلیندے خود یار لدھم وچ گھر دے
لوک ڈرن عذاب قبر توں اساں ڈٹھے عذاب قبر دے
صحیح سنجاتم رمز ماھی دی ، ماھی جان رُلیا وچ بردے
خیر سبھے غم غیر تھئے جاں موئے وسواس اندر دے

●

جو اکھ عشق حکیم بنائے او کوجھا مُول نہ ڈیکھے
دید صفائی پائی تڈاں جڈاں ڈتے عشق اڑیکے
جو دل رلی نال سُریجاں نال سمجھن سڑے پیکے
ڈو گھراں دا ھک گھر جوڑن ھن خیر عُشاقاں لیکھے

●

پُتلیاں پت کھڈار دی یارو بن پُتلی پت نہ کمائی
کھیڈ ایھا لقمان اندر وچ کثرت تار پکائی
ترٹی تار نہ رہ گئی باقی پُتلی گئی اجائی
جاتا خیر حکیم اندر اُس کامل کل ھلائی

ڈوں کارمناں

الا ہے حواجایاں تریمتیں دے کتنے روپ ہن؟ 'رادھا' 'سیتا' 'قرۃ العین طاہرہ' 'روپ متی' 'میرا بائی' 'سسی' 'ماروی' سوئیاں کنوں علاوہ کاؤنٹ لیو ٹالسٹائی دی 'اینا کیرنینا' فلو بیر دی 'میڈم بواری' کالیداس دی شکنتلا چارلس شادی 'مسز انجلی' پیری نوی دی 'کونچیتا پریز' 'ایلفروڈائٹ' تے بیاں لکھاں پر میں پراسپر میریمے دی 'کارمن' اتے قرۃ العین حیدر دی 'کارمن' دا تذکرہ کریساں تلاوڑے خود کرا ہے......

پھلی کارمن

پراسپر میریمے نے اپنے کلاسیکی ناول 'کارمن' دے پہلے باب اچ کارمن دا کوئی تذکرہ تاں نئیں کیتا پر نت نال اسٹیج تے ہیروئن دی آمد کیتے فضا بنیندا رہ گئے ...... کیوں جو کارمن نال گانڈھا تاں ٹبزن دی وادی الیز ونڈرو دے 'ڈان جوزے لیزارا بینگوا' دا ہے جیہڑا بنیادی طور تے سرزمین 'بسیک' دا وسندا تے قدیم عیسائی نسل دا ہے۔ اتے 'جوزے میریا' وی سڈ ویندے۔

محمد افضل مسعود ایڈووکیٹ سرائیکی ادب دے بھالے سیاسی میدان وچ ڈھیر مصروف وقت گذاریے پر انہیں دا مطالعہ تے ذوقِ جمال ھک ادیب تے دانشور دے طور تے انہیں دی شخصیت کوں نشابُر کریندے۔ انہیں دی اے پرکھ کھیں ادبی نظریے وچوں تاں نئیں پر انہیں دے ذاتی تجربے وچوں جیندی جاگدی ھے۔ جیکر او سرائیکی ادبیات کوں وی ایں نگاہ نال پرکھن تاں سرائیکی زبان کوں ھک بھوں سوھنا ادبی نقاد لبھ پوسی۔ اے مضمون انہیں ۱۹۹۴ء وچ لکھیا ھئی۔

اوڈوں ساڈی کارمن پکھی واسن ہے۔ 'جمل جہانی'...... جیہڑی جپسی ہے۔ یورپ دیاں کئی زباناں بلیندی اے اتے بولیاں لہجیاں تے وی، رلن پھرن دی وجہ کنوں اونکوں پوری قدرت ہس پئی۔ 'مصری قانون' 'مصری معاملات' دے مرموزیاں نال 'کالی دے قوانین' دا وی اظہار کریندی ہے جو اوندے وڈوڈیرے 'وڈی روہی' نال وی گنڈھے ریہن۔ اتھ سانسی ریہن ...... ☆☆

ڈوجھے باب دے شروع اچ رول کھول لوکاں دے کھوڑ۔ وادی الکبیر (عربی اندلس دی یاد کرو)

قرطبہ اچ 'کارمن' آپنی سنجان کراون آلے ناول ونیس نال زوزے ان بہندی ہے تے سگار منگ سوٹے لاون شروع کر ڈیندی ہے۔ کالی پوشاک وچ بہوں بھاونی مورت (صورت) کارمن ...... ول ہوٹل اچ قلفیاں کھاون دی دعوت من تے نال لگی ویندی اے۔ اکھیں اوندیاں راوی دی سون گھڑی تے لکیاں ہوئن.. قلفیاں کھاندے، بٹاں لیندی کارمن پچھ گھندی ہے کہ گھڑی واقعی سونے دی ہے اتے فرانسیسی راوی وی کھ ہے ...... ہوٹل توں اپنے آپ ٹکانے تے گھن آ کراہیں راوی کوں دوڑ بنگالے ڈکھاون شروع کر ڈیندی اے اتے راوی بدھو بنیا بیٹھا ہوندے کہ راوی دا پہلے باب دا سنجانو ڈان جوزے آویندے ...... اور راوی کوں کارمن دے لپیٹ کھیڈ کنوں کڈھویندے ......

پر ڈوجھے باب دے آخیر اچ 'ڈان جوزے' کوں راوی کال کوٹھڑی اچ ملن ویندے تاں اونکوں پتہ ہوندے کہ راوی دی سون ہتھ گھڑی جہڑی کارمن ٹھگی ہئی او ڈان جوزے نے کھس گھدی ہئی...... ایں ڈان جوزے 'کارمن' دا تعارف کرویندے۔

ڈان جوزے عام شہری باتے ویکیاں دا ماریا ئینس دے کھڈاری کنوں ہک لڑائی دے بعد سگار بناون آلے کارخانے دا چوکیدار ونج کھڑدے جتھ 'کارمن' ونج آندی اے کہ اونے ہک تر یمت کوں چاقوں مارتے اوندے گلھ تے ضرب دا نشان بنایا ہوندے۔ جوزے نال پہلی دفعہ کارمن دی کھل کھلا اُتھئیں تھیندی اے۔ چاقوں مارن دے ڈوہ اچ کارمن کوں وٹھتی ویندے ہوندن کہ جوزے دی مابولی بول تے اونکوں لپیٹ لا گھندی ہے اتے جوزے دی رلت نال ڈوں سپاہیاں کوں دھوکا ڈے تے دھرک ویندی اے تے ایں جوزے اور ایں جیل دی ہوا کھاندن......

اُتھئیں قید اچ دروان ہک ڈینہہ بھمن پکیا جوزے کوں ان ڈیندے تے آہدے تیکوں تیڈی مسات پٹھئے.. بھمن سجا لتھا اتے خشبودار... جوزے کپ تے کھاندے تاں اوندے اندروں نکی ریتی تے ہک اشرفی نکلدی اے... اے سمجھ ویندے کہ ضرور بھمن 'کارمن' تیا ہوسی......

کارمن تاں پکھی واسن ہئی اوں تاں ایں پاروں ریتی تے اشرفی مُتی کہ جوزے انہاں دے سہارے قید کنوں فرار تھیسی پر یار اوریں سچے سپاہی۔ انہاں قید پوری گزاری۔ بیلوں چھٹیا تاں بھل بھلا گیا کہ ہن کتھ ٹاکرے تھیندن۔ او انہاں ڈینہاں ہک کرنیل دی ڈیڈھی تے چاکری کریندا ہا ...کیا ڈیہدے ہک ڈینہہ کہ کرنیل صاحب دی جاتے ہک گاڈی آن رکدی اے تے وچوں نکلدن، کارمن تے اوندیاں سنگتیانیاں۔ او کرنیل صاحب اتے انہاں دے مہماناں کوں نچ ٹپ تے رجھاون آیاں ہوئیاں ہوندن...... گاون نچن نال ٹاباں تے واہیاتیاں تاں گانڈھویاں ہوندن۔

جوزے اور ہیں نجر دے راہندن پھر نئیں تھکدے..... کارمن..... جوزے کوں باریاں اچوں سنجان ضرور گھندی ہے ہے پروا !!! نچ ٹپ اچ کوئی فرق نئیں آندا۔ایڈوں آپ تڑپدے راہندن ول گھنٹے کھن دی محفل ختم تھیندی اے تاں کارمن تے اوندیاں سینگیاں باہر آندن..... بول بچن ڈیندی ویندی اے کہ..... 'وطنی' کہیں کوں میوئیاں (dry fruits) دی گول ہوندی اے تاں اوہمیشاں ٹرائنا اچ لیااس پٹیاسس دی دکان تے ویندنے'

ٹپولی مارتے اوتاں گاڈی اچ بہہ روانہ تھی گئی کم کارمکاتے جوزے..... ڈسی دکان تے ونج پہنچدے..... اتھ کارمن موجود ہئی..... میہنے سٹھنے ہک بئے کوں ڈیندن..... دکان آلے کوں آکھ تے کہ اج میں بیا کم نم کریندی جوزے نال ٹرپوندی اے..... اگوں آپ تاں بھرے ودے ہوندن۔فرمیندن 'قیدا چ تھئے مل گئے ہن...شکریہ..ریتی تاں برچھی رکلاون دا کم ڈتا ہا...اے گھنو آپنی اشرفی '... گنڈھوں کڈھ تے ڈیڈیندے...ٹھٹھہ مارتے اکھیندی اے 'اے کیوں سانبھ رکھیوو ہے؟' چلو آوہیکوں کھاووں پیوں......

اندازہ لاو..کرنیل صاحب دے گھر دا منظر ڈیکھ تے جوزے کینویں کاوڑ نال بھریا ودا ہوسی۔ایڈوں پرواکوئنی !!!

سمولی کباب، شراب گھنیج گئی اشرفی دی۔☆ تے گھن گئی تاں پہلا کم اے کیتس کہ نچن گاون لگ گئی..... نچ تے یار رجھاون شروع کرڈتس..... گاون گیونیس۔توں میڈا 'روم' میں تیڈی 'رومی'...... کچی کنوں نپ تے آکھیس میں تیڈا قرضہ لہینی پئی آں..... بھجن ڈیون آلا..... ہمارا ڈینہہ کٹھے گزاریس، کھاندیں پیندیں، کوئی پگلپ ہوسی جیہڑا اوں نہ کیتا..... شاماں پے گئیاں سپاہیاں دی حاضری دے نغارے وج گئے۔جوزے آکھیا میں ڈیوٹی تے ونداں !!

اوفخریج تے الانی 'بارک ویندیں۔حبشی غلام جوتھیوں۔ونج ونج..... چوچے دی روح آلا''
الانبھاسن جوزے رک ویندے ساری رات اتھائیں.....سویلے کارمن خود اکھیندی اے کہ ہن میں قرضہ لہا ڈتے (چھڑاون دا) حالانکہ کارمن وی کوشش تاں کیتی ہئی پر جوزے۔اڈپاک پکھی نہ ہا ڈھکیا بیٹھیا رہیا اپنی انا دا غلام بن تے..... پر ول وی من نپ چاتے کارمن احسان دا بدلہ لہایا..... کہیں طرح..... کارمن تے جوزے دے کردار اپنا اپنا فرق ظاہر کریندن۔

ول وی جوزے پچھن کنوں نئیں راہندا کہ وت کڈاں سانگے جڑسن..... جواب پتہ ہے کیا ہا'جڈاں تیکوں عقل آوسی کجھ کان..... 'بھورل'! سچ ہے کہ میکوں کجھ نہ کجھ پسند ہئیں پر کتا تے نہر کٹھے نئیں رہ

سگدے ...... 'مصری قانون من گھنیں تاں !!!' 'پر چھوڑ سب واہیاتی اے' 'کن کھول تے سن گھن
ہن ..... کارمن دا زیادہ خیال نہ رکھیں دل اچ'
اے آہدیں نقاب سٹینڈی دروازہ کھول تے بزاراچ ونج نکھتی ...... ول ہک ڈینہ شہر باہروں
ٹھل دے ہک ڈھٹے لانگھے تے جوزے پہرے دار ہوندے رات دا کیا ڈیہدے کہ ہک تریمت
ہتھوں خالی تے ڈوں منس گنڈھڑ چاتے اندے پن ...... دل جنوالیس کہ ہووے ناں ہووے تریمت
تاں کارمن اے۔ تھیا ای اونویں ...... جوزے ہکلا ڈتا ..... ایڈوں نہ ٹپسو ......!!
'چپ چپ بوک نہ ..... کارمن الانی
'وطنی چال کر' 'کممدیں ؟؟' 'کو' ...... جوزے ولدی ڈتی اتھ کارمن تڑپئی کر ویندی اے کہ 'تیں نہ
لنگھن ڈتا تاں تیڈے افسر کوں ہوں گھر دی دعوت چا ڈیساں !! ول کیا کر گھنسیں ؟'
جوزے ڈھل پکڑ گیا ...... لنگھن ڈتس ویندیں کارمن دعوت ڈتی گئی کارے تے موجود ہئی ...... پیسے
ڈیون دی کوشش کیتُس ...... جوزے نے کوں تاں کاوڑ چڑھی پر قابوں ریہا۔ اٹھی تے منہ دھیان شہراچ اوارا
تھی رلدا رہیا۔ تھک ہار تے ہک گرجے ونج وڑیا اتے ہک اندھاری نکراچ بہہ تے رووَن شروع کر ڈتس
...... آواز آئیُس 'اوہو' یار سپاہیڑے دے ہنجوں !! میں ٹھری ونجاں !!' سر چا تے ڈیہدے تاں کارمن ہئی'
حال کروطنی ! واقعی بہوں سیریس ہئیں !!! اچھا اُٹھی جل اتھئیں ...... جوزے راضی تھی گیا ...... کارمن
ہوں ٹھیئیے تے ملن دا وعدہ کیتا۔ اُتھ پجیا ...... تاں ...... غیب !! وڈا ہاں کھا دس ......
ہک ڈینہہ ول اتھائیں ہوں ٹھیئیے تے تانگ اچ بیٹھا ہا کہ کارمن اوریں ہک نینگر نال ان وڑی ......
نینگر جوزے دی رجمنٹ دا لفٹین ہا۔ کارمن بیک زبان اچ 'پھُٹ ونج جلدی کر' دا بول ڈتا۔ جوزے
بنور تے کھڑا رہیا۔ انت لفٹین تے او آڑو بٹ تھی گئے ...... لفٹین تلواراں دے مقابلے اچ پھٹیڑ و
تھی مویا۔ آپ ای جوزے پھٹیل ہا۔ اتھوں جوزے بھجدے تاں ایں جاپدیُس جیویں کوئی پچھوں
لگیا آندا ہووئیس ...... ہا۔ کارمن ای ہئی۔ روپ ویس وٹوا تے سیول کنوں۔ پھٹو یندی اس ......
اُتھائیں ...... جوزے کوں آہدی اے کہ توں بہادر ہئیں کہیں اونڈی لگ لٹیرا بن ونج ...... او ہک تاں
لفٹین آلے معاملے اچ ٹرکیا ودا ہوندے ایڈوں اے وی خیال آندیس کہ کارمن ہر ویلے نال ہوسی
...... جوبنسی ڈھاوسی ...... کارمن ایں مسئلے (لیفٹین آلی لڑائی اچ ہمدردی اتے سنبھال اچ کسر نئیں
چھڑیندی۔ نفسیاتی طورتے پورا انٹرسٹ گھندی ہس۔)
کارمن دی ہن تک دی تصویر روایتی جپسی آلی ہئی پئی۔ اگوں تے پتہ چلدے اتھاوں ترتجھے حصے

کنوں اگوں کہ اوو ھاڈیل ٹولے وچ وی شامل ہے۔

یعنی ہک پاسوں کھڈکار، خوش باش تربیت یا چھوٹی موٹی وارداتن۔ کیا بلا ہوندی اے؟ شیطانن نے پوری طرح موہ کر گھدا ہن تک دے کھڈکار لوفر ڈان جوزے کوں۔۔

کارمن دی صلاح تے سہارے نال ڈنکیرنان دے سردار ڈے لٹ پھر کرن آلے ٹولے نال ونج رلدے ڈان جوزے کوں اتھائیں گالھیں گالھیں اچ پتہ لگدیس کہ کارمن دا روم تاں کانا گارسیا ہے۔ جوزے دے تاں بتال بھنو تیج ویندن......

ہک جاتے پر اسپرمیریے نظارہ ڈکھیندے کہ ہک پاسوں کانے گارسیے نال کارمن مٹھیاں گالھیں کریندی اے اتے او منہ ولاوے تاں جوزے کوں رجھاون سانگے گارسیے دے پچھوں چیگا ھال کڈھیندی بیٹھی ہوندی ہے۔ روم تاں گارسیا ہوندیس پیا پر اوہا چسیاں پکھی واسیاں آلی آزادی کنوں اوئیں نکھڑدی اتے کمال دی گالھ کریندے سردار ڈنکیر جیہڑے اپنے چاقواں دی لڑائی اچ جوزے کانے گارسیا کوں مار گھتیندے تاں او جوزے کوں آہدے 'اجائی مار گھتی۔۔ کارمن کوں سوگھا کرن سانگے!!! توں چاہیویں ہا تاں ہک ادھیلے پچھوں گارسیا کارمن کوں تیڈے کول ویچ ڈیوے ہا عجیب گال ہے جوزے پوری طرح مبتلا تھیندا ویندے اتے ڈھوتی (رقیب) نہیں سہہ سکدا۔ ایڈوں ایں ہوندے کہ No Problem !!......

حد مُکائی اے ناول لکھن آلے کردار لکھدے ہوئیں..... ڈان جوزے کارمن کوں ڈساڈیندے کہ توں بیوہ تھی گئیں۔ تاں اوندا ردِعمل معمولی ہوندے صرف اتنا آہدی اے کہ 'اوندا وقت آونا ہا آ گے' 'تیڈا وی آ ویسی'

لُٹ پھر دے کماں اچ کارمن وڈی چیتر وے ہے۔ جوزے نال خوش وی ہے پر جوزے ایں چاہندے کہ 'چشم وابرو' دے اشاریاں نال ٹوراں۔ پر کارمن کتھاں!!!

گالھیں گالھیں اچ ڈساڈیندی اِس کہ 'جوزے آ! روم توں ٹھیک میڈا منس پر زیادہ تنگ کیتو تاں کوئی ایہو جیہاں کول گھنساں جیہڑا تیڈے نال وی او ہو سلوک کریسی جیہڑا تیں گارسیے نال کیتا ہا......'

جتھاں ڈیہاں جوزے غرناطہ اچ لگیا ہویا ہوندے انہائیں ڈیہاں کارمن ڈاندویڑھ (Bullfighting) ڈیکھن تے ولدی اے تاں ہک وڑھاندی لوقا دا وڈے پیار نال ذکر کریندی اے۔ ڈان جوزے تاں ہمیشاں دا شکی مزاج اتے کارمن کوں وی سمجھیندے اخیر ہک ڈینہہ ڈاندویڑھ اچ ڈوہیں کوں ہک بے نال رُس مس کریندا ونج ڈیہدے۔ اِتھوں او کارمن کوں مار مکاون دی نیت گھندے۔

لوتے دے تماشے اتے اوندے نال کارمن دی گھچا پیچی کنوں ڈان جوزے کڈھ آندے اتے اوندا دل ہوندے کہ کارمن اے دھندے چھوڑ تے امریکہ گئی چلے تاں جو ڈوہیں ٹھگی پچالی دا کم چھوڑ نویں زندگی شروع کرسکن ۔ پر کارمن اے گال نئیں منیندی ۔ جتی کتی جوزے منتاں کریندے، واسطے الہایاں کریندس پر اوہوں حال اچ مست راہون چاہندی اے ۔

انت چاقوں مار مار تے جوزا ...... کارمن کوں مار گھتیندے ۔ آخری ڈائیلاگاں اچ کارمن آہدی اے کہ جوزے اوندا روم ضرور ہے ۔ جوزے کوں اوندے نال محبت ہے ۔ پر اوندے کیتے اے معمولی مسئلہ ہے اتے اونجاریاں آنگوں ازاد راہون پسند کریسی ...... کہیں دی پابندی کنوں موت چنگی ...... نمکدی اے ہے کہ پراسپر میریے نے کہیں مہذب رسم تے قید کنوں ازاد پر ...... آپنے لوٹے دے 'مصری قانوناں' دی پابند کارمن دا نقشہ ایں او کیرے کہ اکھیں دے سامنے اوندا سارا کردار بلیندا، نچدا، ٹپدا، رجھیندا، ٹھیندا، ٹردا، مریندا، مریندا نظر دے ۔

ڈوجھی کارمن

قرۃ العین حیدر دی کارمن اوندے افسانے دی بنیادی کردار جینکوں عینی نے آپنے مشاہدے نال پیش کیتے ۔ پہلے منظر اچ ہک پرانی گلی اچ ٹیکسی ونج رکدی اے ایندی اے منزل 'YWCA' دی ہک بوکھر عمارت ہے ول ادھ رات دا وگڑا ہک دفعہ تاں دہل ویندی اے کہ کتھائیں اسمگلراں، بردہ فروشیں یا افیمیاں دا اڈا نہ ہووے ۔ جتھ اونکوں ٹیکسی آلا لہاتے ویندا واٹ تھیندے ...... دروازہ کھڑکائیس تاں ہک چھوہر باری کول آئی ۔

سلام دعا بعد پتہ چلدے کہ ناں تار ملئے اتے ناں کوئی بکنگ ہے اوندے ناں دی ۔ بئی گال اے وی ہے کہ کمرہ وی کوئی خالی کوئنی ۔

اتھائیں کارمن دی انٹری تھیندی اے ......

نتاں بئی چھوہر تاں ڈر کا چکی ہئی کہ عام مسافراں کوں اتھ نئیں ٹکن ڈیندے ......

کارمن (جیندا ناں ذرا بعد اچ نشابر تھیندے) اے اکھئے عینی سوٹ کیس چاویڑھے اچ ترپ ویندی اے 'رات دی رات راہونے کل میں ڈوں چار جانن آلیاں کوں فون کرڈیساں' اوں سنوایا ......

پوڑیاں چڑھ تے اُتے پچدن تاں برآنڈے دی نکر اچ لکڑ دیاں پارٹیشناں دا ہک کمرہ ہوندے ......

'میں اتھائیں راہندی آں توں وی سم پو'

مچھر دانی آلے پلنگ تے مہمان اتے تلے فرش تے گھریا۔ پلنگ تے نویں چادروی وچھا ڈیندی اے آپ چادر کمبل چاتے بدرنگ بُجھے کھتے قالین تے بسیرا کریندی اے۔

اُتھائیں آپت اچ تعارف وی کروائے ویندن ...... کارمن دفتری ملازم اے اتے شام کوں یونیورسٹی اچ ریسرچ کریندی اے۔ مضمون کیمیا ہسا تے وائی ڈبلیوسی اے دی سوشل سکریٹری وی ......

رات سمن کنوں پہلے گوڈیاں بھر بہہ تے دعا منگیس اتے فرش تے وگھر تے سُم پئی۔ سویرے غسل خانہ ڈکھاتے خود عینی دا ناشتہ تیار کرر کھیندی اے۔ عینی غسل خانے کنوں ولدی اے تاں چھوٹی جہی میز تے کئی چھوہریں بیاں وی کٹھیاں ہوندن۔ چاء پی تے عینی آہدی اے کہ 'میں ذرا آپنے جان سنجان آلیاں کوں ٹیلی فون کرگھناں'۔

کارمن مچکدی اے تے آہدی اے 'ہاہا توں آپنے وڈے وڈے مشہور تے اہم لوکاں کوں فون کرتے لگی ونج تیڈی پرواہ کون کریندے'۔

کینویں ...... روزا Rosa؟ ...... اساں ایندی پرواہ کریندے سے؟؟

'کوتاں' کورس تھیندے

کارمن دفتر چلی ویندی اے تاں عینی ٹیلی فون کریندی اے ......

مسز کوٹیلو آتے کارمن دا کمرہ ڈہدی اے تاں حریان تھی عینی دا سوٹ کیس چا گھندی اے ......

'سمان راہون ڈیو ...... شامی ڈٹھاویسی ......' کھِش تھی تے عینی الانی

رات کوں عینی ولدی اے تاں کارمن اوریں پھاٹک اچ وڑیاں اوندا انتظار کریندیاں کھڑیاں ہن ...... تیڈے کیتے کمرے دا انتظام تھی گئے۔ عینی خوش تھی گئی کہ اوندی وجہ کنوں کارمن کوں تلے نہ سمنا پوسی ......

اتوار دے ہک سویر کارمن دفتر ونجن دی تیاری کریندی پئی ہئی۔ عینی کئی شے کڈھن کیتے الماری کھولُس تاں دڑگ نال اُتوں ہک (woolen toy rabit) اونی سیہڑ تلے ان پیا۔ عینی اونکوں ولدا اتے رکھن لگی تاں الماری دے اتلے تختے اتے بے کھڈاونے ...... نظر یونس۔

'اے میڈے بال دے کھڈاونے ہن' کارمن سنگھار میز اگوں وال بنیندی ٹھڈ ے نال جواب ڈتا۔

'تیڈے بال دے!' عینی ہکی بکی تھی تے ڈکھ بھریاں نگاہاں اوں دوسٹیاں ...... کارمن ان پرنی ماں ہئی ...... شیت ......

شیشے اچ عینی دا ردِعمل ڈیکھ تے اوولی۔ منہ رتا تھی گیُس ......'توں غلط سمجھیں' ...... ٹھکے مارتے کھلن

لگ گئی۔

الماڑی دی تلویں درازاچوں ہک نیلے رنگ دی چمکیلی کتاب 'بے بی بک' کڈھیُس 'ڈیکھ اے میڈے بال دی سالگنڈھ دی کتاب اے۔ ہک سال دا تھیسی تاں اے کریسی۔ جڈاں ڈو سال دا تھی ویسی تاں اے اکھیسی۔ اتھاں اوندیاں تصویراں چنبڑ یساں......

او اطمینان نال پلتھی مارتے پلنگ تے بہہ تھئی......اوں کتاب اچوں سوہنے امریکی بالاں دیاں رنگیل تصویراں دیاں کاتراں کڈھ تے بسترے تے وچھا ڈتیاں۔ 'ڈیکھ میڈی نک کتنی چھینی ہے۔' (Nike) نِک تاں میڈا وی اتلا پڑ ہے۔ اساں ڈو ہیں دے بالاں دی (Nose) نک دا کیا حشر تھیسی۔ سوچ؟' میں اوندے جمنے کنوں مہینے پہلے اے تصویراں ڈیکھساں تاں جو اوں شودے دے نک تے کوئی اثر نہ پووے۔'

'توں چنگی بھلی کمینی ہیں۔' اتے اے نِک کون بزرگ ہن؟' عینی پچھدی اے۔

اوندا رنگ پھکا پئے گیا......حالی اوندا ذکر نہ کر اوندے ناں تے اینویں جاپدے جیویں ہاں ٹکڑ ے ٹکڑ ے تھیندے۔'

پر اوندے بعد وی کارمن ہر ویلے نِک دا ذکر چھئی راہندی اے۔ 'میں ایڈی کوجھی ہاں پر نِک آہدے:......کارمن!......

کارمن میکوں تیڈی دل نال، تیڈے دماغ نال، تیڈی روح نال عشق ہے۔ نک دنیا ڈٹھی کھڑے۔ ایڈیاں سوہنیاں چھوہریں نال اوندی رام ست رہی ہے۔ پر اونکوں میڈے کوجھپ دا ذری وی احساس کونہی......'

گرجے توں ولدیں ......کھاڑی دی بھار تے سڑک تے ٹردیں......وائی ڈبلیو دے مونجھارے ہال اچ کپڑے استری کریندیں۔ کارمن نے اپنی تے نِک دی ساری گذری وہانی سنا چھوڑی...... نِک ڈاکٹر ہا اتے ہارٹ سرجری دی اعلیٰ ٹریننگ کیتے باہر گیا ہویا ہا تے اوندے اُتے فدا ہا۔

ہک رات سمہن کنوں پہلے عینی مچھر دانی ٹھیک کریندی پئی ہوندی اے تے کارمن فرش تے در پھڑ مارتے بیٹھی ہوندی اے......

'نِک' اوں آکھن شرع کیتا۔

'اج کل ہے کتھاں؟' عینی پچھدی اِس......

'پتہ نئیں'

'توں اونکوں خط لکھدیں؟'

'نہ'

'کیوں؟' عینی حیریان تھی تے پچھدی اے

'توں خدا تے یقین رکھیندیں؟' اوں پچھیا۔

'اے تاں بہوں لمبا چوڑا مسئلہ اے' عینی آلس بھیدیں جواب ڈتا۔ 'پر اے ڈس توں اونکوں خط کیوں نوی لکھدی؟'

پہلے میڈے سوال دا جواب ڈے۔ تیکوں خدا دا یقین اے؟'

'ہا' میں بحث مکائی......

'اچھا تاں توں خدا کوں خط لکھدیں؟'

عمارت دیاں بتیاں وسم گیاں ہن۔ رات دی ہوا ویڑھے وچ وناں دے شکاٹ کریندی ودی ہئی...... کوٹھے دی دروازے دا پردہ پھڑ پھڑ لائی کھڑا ہا۔ عینی اٹھی تے اونکوں ہک پاسے سرکا کھڑایا......

'وڈا سوہنا پردہ ہے!' پلنگ ڈو ولدیں عینی آکھیا۔ کارمن فرش تے اکھیں نوٹ تے ستی پئی ہئی۔ عینی دی گالھ تے اٹھی باہندی اے تے ہولے ہولے آکھن شروع کر ڈیندی اے' میں تے نِک پہاڑی علاقے اچ کئی سو میل دی ڈرائیو تے گئے ہاسے......سندی پئیں؟' 'ہا ہا سنا'

رستے اچ نِک آکھیا جُل ڈون ریموں کوں ملدے جلوں......ڈون ریموں نِک دے بابے دے یار تے کابینہ اچ وزیر ہن۔ انہاں ہنائیں ڈیہاں ضلع دے پہاڑی مقام تے نویں کوٹھی بنوائی ہئی۔ ......اساں انہاں دی کوٹھی کول پجیوسے تاں سامھنے کنوں چٹے فراک پاتی بہوں ساریاں نِکیاں بالڑیاں ہک ہکول توں نکلیاں آندیاں نظریاں۔ میکوں او منظر خواب وانگوں یاد اے......

'ول اساں اندر گیوسے تے بیگم ریموں دے انتظار اچ انہاں دے شاندار ڈرائنگ روم اچ بھوسے۔ کیبنٹ منسٹر صاحب گھر خیر ہن۔ ڈرائنگ روم تے اسٹڈی روم دے کول جہڑی کندھ ہئی، اوندے اچ شیشے دے ہک چورس ڈبے وانگوں باری اچ ہک وڈی پلاسٹک دی گڈی سجھی کھڑی ہئی جہڑی جو کمرے دی نفیس آرائش دے مقابلے اچ بہوں بے جوڑ معلوم تھیندی ہئی۔ اساں ڈوہیں ایں بد مذاقی تے مچکدے رہیوسے۔ ول بیگم ریموں تشریف گھن آئی۔ ٹھڈی چاہ پلوینے تے سارا گھر ڈکھلیونے۔ انہاں دے غسل خانے دے ٹائل کالے رنگ دے ہن۔ مہمان کمرے دے نفیس تختہ پوشاں تے رتے پھلدار Tepestary دے جھالراں آلیاں چھوواں چڑھیاں ہوئیاں ہن۔ اناں

پلنگاں کوں ڈیکھ تے ہِک نے ہولے ہولے میکوں آکھیا ہا 'بدمذاقی دی انتہا اے' اتے میں دل اچ آکھیا کہ...... کوئی بدمذاقی کوئی نی' میں تاں اپنے گھر کیتے وی اجھے پلنگ گھنساں اتے اجھے چھوواں بنویساں۔ اوندے بعد جڈن وی میں گھر دے ساز و سامان آلی دوکان توں لنگھدی تاں ایں کپڑے کوں ڈیکھ تے رک ویندی ہم۔ وَل میں تنخواہ کھنجا کھنجا تے ایں قیمتی ریشمی کپڑے دا پردہ مُل گھن گھدا۔

'جڈاں میں ہِک خاص چینی ریستوران کنوں گذردی ہاں' اوہوں اا ا نال آہدی رہی 'اتے شیشے دے چھوٹے چھوٹے دروازے دے نال رکھی میز تے اوندے اتے رکھے ساوے لیمپ کوں ڈہدی آں تاں میڈا ہاں بُڈ ویندے۔ اتھائیں ہِک تے میں ہِک شام کٹھے روٹی کھادی ہاسے عینی کوں ننذر آندی ویندی ہوندی اے تے ہِک دے وظیفے کنوں اودری پئی ہوندی اے۔ اتھائیں پچھدی اے

'ہِک گال ڈس...... تیکوں اجھا شدید عشق اے ہِک نال تاں ول توں اوندے نال پرنج کیوں نہ پیوں؟ ہن تک جَخ کیوں ودی مریندیں......؟'

اوندا جواب سنو۔

'میکوں ڈاہ سالاں تئیں ہِک پرے پرار جزیرے اچ اپنے ابے نال راہوناں پیا' (ڈسکدی اے) 'پہلے اساں لوک وی ہیں شہر اچ راہندے ہاسے۔ جنگ دے زمانے بمباری نال ساڈا چھوٹا جیہاں مکان سڑ سوا تھیا۔ اماں اوریں تے ڈوہیں بھرا ماریے گئے۔ صرف میں تے میڈے بابے اوریں بچیوسے۔ ابے اوریں ہِک سکول اچ سائنس پڑھیندے ہن۔ انہاں کوں ٹی بی تھی گئی۔ میں انہاں کوں سینی ٹوریم اچ داخل کرایا جہڑا ابہوں پرے ہِک جزیرے اچ ہا۔ سینی ٹوریم وڈا مہانگا ہا۔ ایں پاروں میں کالج چھوڑ تے اوں جاہ تے دفتری ملازمت کر گدھی۔ آسوں پاسوں زمینداراں دے گھراں اچ ٹیوشناں پڑھیندی رہیم پر ول بابے اوریں دا علاج بیا زیادہ مہانگا تھیندا گیا۔ وَل اپنی وتی ونج تے اناس دی بغوچی گرو رکھیم۔ ول وی بابا چنگا نہ تھیا...... میں ہِک کنوں بئے جزیرے بیڑی تے ونج زمینداراں دے محلاں اچ انہاں دے گُنڈھ بالاں کوں پڑھیندے پڑھیندے ہٹدی رہی...... بابے کوں ول وی خیر نہ آئی...... ہناں ڈیہاں میں دارالخلافے ولدی ہم تاں او میکوں ملدا ہوندا ہا۔ ترے سال گذرن اونے شادی داز وروی بھریا ہا......

پر بابے اوریں دی طبیعت ایڈی خراب ہئی کہ میں انہاں کوں مردا چھوڑ تے اتھ نہ آسگدی ہم۔ ہناں ڈیہاں ہِک کوں باہر ونجناں پے گیا۔ امریکہ ہارٹ سرجری دا سپیشل کورس کرن سانگے۔ بابا مر

گیا تاں میں اتھ آ گیم ۔ اتھ ملازمت کریندی پئی آں ۔ اگلے سال یونیورسٹی اچ مقالہ وی داخل کریساں ۔ میں چاہندی آں کہ بابے دا بغیچہ وی چھڑوا گھناں ۔ ہِک میڈی مدد کرن چاہندا ہا ۔ پر میں شادی کنوں پہلے ہک ادھیلا نہ گھنساں ۔ اوندے خاندان والے وڈے بد دماغ تے اکڑیل لوک اِن ۔ ہک نینگر کیتے اوندی عزت نفس وڈی شے ہوندی اے ۔ خوداری تے خود اعتمادی ۔ اگر میکوں احساس تھی ونجے کہ ہِک میکوں ...... معمولی سمجھدے ...... یا میکوں ...... سم گیوں ...... اچھا گڈ نائٹ

بے ڈینہہ کارمن تاں جلدی جلدی نِراں مکا تے دفتر چلی گئی ...... عینی کیتے ہک شاندار موٹر کیڈیلک آئی تے اوڈون گارسیا پریڈ ہاؤس دے پہاڑی چوٹی تے بنے شاندار محل نما گھر چلی گئی ...... نکی جہی پیاری بالڑی ڈٹھس بیت دی ٹوکری اچ غوں غاں کریندی پئی ہئی ۔ اتھائیں ۔ گھر دی سین اپنی امریکن نونہہ نال عینی دا تعارف کرویندی اے ۔

شام ایلے اوندا پتر وی آ گیا ...... تعارف تھیا کہ اوڈان ہموزے ہا ......

عینی ہموزے نال ہوسٹل ولدی اے تاں او سمجھدے کہ شہر دے بہوں وڈے ہوٹل اچ ٹکی پئی ہوسی ...... ہک وڈے ہوٹل دے سامنے کار ونج وی رکیندے ...... اتھائیں پتہ لگدس کہ عینی دا ٹکانہ تاں وائی ڈبلیو ہے ...... اتھ پجدن تاں گلی اچوں چینی لوکاں دی بھیڑ پاروں باہروں خدا حافظ آکھ تے ہموزے ول ویندے ...... عینی دا فلپائن دا ٹور مک ویندے ...... کارمن کنوں مکلاون ویلے عینی ہک بنارسی ساڑھی دا تحفہ لکا تے اوندے سرہانے تلے رکھ آندی اے ......

اتھائیں مکالمہ تھیندے کہ 'میڈی شادی دا کارڈ ملی تاں ضرور آویں عینی'

حالانکہ ڈوہیں کوں پتہ ہوندے کہ کون ایڈے روہاں دے پینڈے کٹ تے ہک بئے کوں ملن آندے ...... پر رکھنی رکھیندی اے ۔ عینی دے زور لاون دے باوجود کارمن ہوسٹل اچ راہون دا بل وی نئیں گھندی ......

ٹیکسی کارمن منگوائی ہوندی اے ۔ ائرپورٹ پجدی اے تاں عینی دے واقف کاراں اچوں ڈون گارسیا صاحب تے اوندے صاحبزادے ہموزے میاں ائرپورٹ موجود ہوندن ...... جہاز تیار ہوندے ۔

ڈون گارسیا اپنے پتر کوں آہدے 'ہِک میں سگار گھدی آواں' ہاہاہا جواب ملدس ......

اتھائیں عینی پچھدی اے کہ 'ہموزے تیڈا ابیاناں کیا ہے؟'

تاں او جواب ڈیندے کہ 'میڈا پیار کنوں نال بابے اوریں ہک رکھیا ہوئے' ...... عینی دا ہاں دراہ تھیندے ...... 'کیا کریندیں'

میں ہارٹ اسپیشلسٹ ہاں امریکہ کنوں کورس کر آئیاں ......

جہاز دی کھڑکی کنوں باہر نک تے ڈون ہتھ ہلیندے کھڑے ہوندن اتے عینی دے دل اچ در اکے تھیندن گر اُتھ ہک پرانے سیل زدہ ہوٹل اچ ہک پیارے تے سوہنے اخلاق آلی معصوم کار من اپنے خدا تے پکا یقین رکھیندی ...... آس لائی [illegible] کہ ہک ڈینہہ اوندا دیوتا اونکوں ضرور یاد کریسی ، ان لبھیسی ...... ■

●

تن کوٹ تے منہ دروازہ کن اکھیاں عاشقاں راہ ھے
دل تخت سلطان قدیمی اتے زبان رسول پناہ ھے
پا پنجہ شیر اسد اللّٰہ بے شك بنی جهان بناه ھے
خیر ڈٹھا یقین اللّٰہ خود خیر یقین خدا ھے

●

سِپاں چال سمندراں دے وچ ھے گھر قدیم دُراں دا
طلب موتی دی موت وچالے کوئی بن غواص نہ لھندا
پیت طریق غواصاں دی ھے نکھڑن جان جہاں دا
خیر غواصے عشق پیاسے تھیا وصل کمال تنہاں دا

●

کافر تھیوے کفر سنجانے تڈاں شوق جنجون گل پانویں
سُدھ بُدھ دین وساریں کُلی جڈاں رام دوارے جاویں
کفر ملام تے بار بریرے چُم سرے پر چاویں
حاصل خیر سنجانیں تڈاں جڈاں گنگا مکہ رل دھانویں

●

کیا ھویا پھل اکاں چائے تیں امب نہ تھیندے پل کے
ڈسن دے وچ برو برابر گالھے گئے ھیں گل کے
شیریں امب رس پاون عاشق نال مالی دے رل کے
صادق خیر بہشت سنجاتا اتیں کاذب دوزخ جل کے

مختار شاہ

حسن رضا گردیزی دا گرگیان 'سنجیاں ساکھیں' دے حوالے نال

'سنجیاں ساکھیں' حسن رضا گردیزی دی ہک نمائندہ نظم ہے جیندے وچ اساں انہیں دے مجموعی گرگیان (فن و فکر) دا اجمالی جائزہ گھن سکدے ہن۔

حسن رضا گردیزی نظم راہیں اپنے جذبات و احساسات تے فکر کوں بیان کرن سانگے مختلف سٹائل ورتیندن۔ سٹائل دے لحاظ نال انہیں دیاں نظماں کوں اساں ترائے حصیاں وچ ونڈ سگدے ہے۔

(۱) خطابیہ (۲) بیانیہ (کہانی) (۳) تمثیلی (ڈرامہ)

خطابیہ نظمیں وچ او لوکیں کوں یا کہیں ہک کوں مخاطب کرتے اپنے جذبات و احساسات دا اظہار کریندے۔ بیانیہ طریقے وچ او کہیں کوں مخاطب کیتے باجھ ای اپنے جذبات و احساسات دا اظہار کریندے۔ ایں طریقے وچ او منظوم کہانی وی پیش کر ڈیندے۔ ترٖیجھا طریقہ تمثیلی ہے ہک مکمل ڈرامہ جیندے وچ او کرداریں دے ذریعے گالھ کریندے مثلاً نوکر دا بچہ، میاں مٹھو، سنجیاں ساکھیں وغیرہ۔

ایہہ آزاد نظم دراصل ہک چھوٹا جیہاں منظوم ڈرامہ ہے جیڑھا رات ویلے تھل دے پدھر (سٹیج) تے رچایا ویندے۔ ڈرامے دے ترائے مڈھلے عناصر ہوندن۔

۱۔ اسٹیج (پدھر) (۲) کردار (۳) مکالمے (۴) کردار (حرکت)

سنجیاں ساکھیں وچ ساکوں ایہ تمام شئیاں نظر دیاں ہن۔ بلکہ ایں ڈرامے وچ تاں ایہہ چس وی ہے جو ایندے سامنے تماش بین (viewers) (کھجیاں دا ہک جوڑا) وی کھڑن جیڑھے ایں ڈرامے کوں ڈیدھے پئے ہن تے ڈرامے دے موڈ دے لحاظ نال ردعمل وی پیش کریندے پئے ہن۔

ایں ڈرامے وچ پہلے سٹیج بنایا ویندے سٹیج دی منظر نگاری ڈیکھو

تھل دے ہاں وچ لکیاں جھوکاں

بلدے ریت تے ٹبیاں پچھوں

بھڑدیاں کندھاں، اجڑے کھوے

چھپر کاٹھ کباڑ ے متوں
وچ ہک اندھے کھوہ دا ٹوبہ
وقت تے ریت بھرے نت جیکوں'

ایہہ ہک مکمل سٹیج ہے جیڑھا تھل وچ لایا گیا، جیندے وچ ٹبیاں پچھوں کجھ اجڑیاں جھوکاں ہن ۔ جیندیاں کندھاں تے کھولے بھڑدے ویندن تے او ہن نرا چھپر کاٹھ کباڑ نظر دن اتھاں آبادی دے ویلے ہک واہند اکھوہ ہئی جیڑھا ہن اندھا تھی گئے ۔ ویلا تے ریت اوکوں بھریندے پئے ہن ۔

ایں منظوم ڈرامے وچ ہک ہئی چس وی ہے جواینددے وچ کھجیاں دا ہک جوڑا ہے جیڑھا viewers ہن ۔ ایہہ ڈینہہ کوں حیران تے پریشان تھی کراہیں ایں سنج برکوں ڈیدھے ۔

'سامنے کھجیاں دا ہک جوڑا
ٹرٹر ڈیکھے ایں سنج برکوں'

انہاں کھجیاں کڈاہیں جھوک تے ساھیں کوں آباد ڈٹھا ہئی ہن اوندے اجاڑ تھیون تے پریشان تھی ٹرٹر انہیں کوں ڈیدھیاں پیاں ہن ۔ حسن انہیں کھجیاں دی تجسیم (Personification) کیتی ہے ۔ ایہہ کھجیاں بندیاں طرحاں ڈیدھیاں ہن تے اوویں ای جذبات واحساسات دا اظہار کریندیاں پیاں ہن ۔ حسن دی شاعری وچ تھل تے بیٹ وڈی اہمیت رکھیندن ۔ اواتھوں دے Objects کوں تشبیہات، علامتاں اتے استعاریں نال ورتیندے ہوئے Subjective گالھیں کریندن اتے اتھوں دے subjects کوں پدھرا کرن سانگے ۔ تھل تے بیٹ دے objects کوں وڈے سوہنپ نال پیش کریندن ۔ بہوں ساری جائیں تے ایہہ objects انسانیں دے روپ دھار تے نشابر تھیندن جیویں ایں نظم وچ کھجیاں جیڑھیاں انسانیں طرحاں اوں اجاڑ کوں ٹرٹر ڈیدھیاں پیاں ہن اتے رات دیاں رونقاں تے جھوٹے کھاندیاں پیاں ہن ۔ الیاس عشقی انہیں کھجیاں دی منظرنگاری دے حوالے نال لکھدن:

'تھل کے سنسان ریگستان میں کھجور کے یہ دو پیڑ دو خاموش انسانوں کی طرح ابھرتے ہیں اور دو محبت کرنے والی روحوں کی علامت بن کر پڑھنے والوں کے دل و دماغ پر چھا جاتے ہیں ۔ یہ بے مثال منظرنگاری ایک اور نظم 'کچا بیٹ' میں بھی نظر آتی ہے یہاں بھی سادہ اور پُراثر انداز شاعرانہ ہے ۔ شاعری کے ذریعے مصوری اور مصوری کے ذریعے شاعری کی گئی ہے ۔'

حسن دی شاعری وچ کھجیاں وسوں دی علامت بن تے ظاہر تھیدیاں ہن اتے کوئی نہ کوئی

گالھ بھاون چاہندیاں ہن انہیں دی کئی ہک نظمیں وچ کھجیاں موجود ہن۔ حسن ہک پوری نظم "تھل دیاں کھجیاں بدھی ہے۔جیندے وچ انہاں کھجیاں کوں حوراں تے بادشہزادیاں آکھے۔ جہاں وچ انسانیں طرحاں جذبات واحساسات پاتے ویندن۔

'بادشہزادیاں رجیاں کھجیاں
تھل دیاں کھجیاں' (تھل دیاں کھجیاں)

ایہہ رجیاں کجیاں بادشہزادیاں انسانیں طرحاں ردعمل پیش کریندیاں ہن۔ ایہہ شئیں تے حالات و واقعات دی اونویں ای چس چیندیاں ہن جیوں جو انسان۔ ہن تھل دے پدھر تے ناٹک شروع تھیندے تے ایہہ viewers اپنا ردعمل پیش کریندن ناٹک وچ ایکٹنگ تے موسیقی دی چس چیندن۔

'اساناں توں پوڑھیاں لاکے
کئی ان جانو بندے لہندن
گھنگھرو تے پازیباں وجدن
اے ڈو کھجیاں جھوٹے کھاندن'

ایویں ای کھجیاں ڈکھاں کوں محسوس کریندیاں ہن۔ 'تھل دیاں کھجیاں' وچ ڈیکھو۔

'تھل وچ ٹھڈیاں ہیلاں گھلدن
ڈکھ تے درد دے دفتر کھلدن
کھجیاں ہک بئے کوں گل لیندن
پچھلیاں گالھیں یاد کریندن' (تھل دیاں کھجیاں)

حسن دی شاعری وچ کھجیاں، وسوں، امید، محبت، انتظار تے وصال دیاں مضبوط علامتاں بندیاں ہن۔ 'سنجیاں سالہیں' وچ ایہہ جتھاں وسوں دیاں علامتاں بندیاں ہن اتھاں اپنے وسیب دی بربادی تے سنج برتے خاموش احتجاج وی کریندیاں ہن۔ جیویں جو ساکوں ایں نظم وچ نظر داہے۔

حسن دی شاعری دا جاویلا بہوں سوہنا ہے ایہہ تھل تے بیٹ دا پدھر (Landscape) تے رات داویلا (Time) ورتیندن انہاں دی شاعری وچ تھل تے بیٹ انہاں دی آپنی دھرتی ہے اتے کتھائیں کتھائیں اے شاعر دے اندر کوں وی Interprate کریندی ہے 'دھابے دھوڑے' وچ تھل ہک ایجھا پدھر ہے جتھاں انہاں دیاں بہوں ساریاں نظماں، کہانیاں، تے ڈرامیاں دی شکل وچ

اتھوں دے احساسات، جذبات، خوشیاں، ڈکھ، سکھ، بکھ تریہہ، اسائشاں، تکلیفاں تے محرومیاں کوں علامتی تے استعاراتی طور تے نشابر کریندے ۔حسن آپنی کتاب وچ ڈھیر ساری نظمیں وچ تھل دا لینڈ سکیپ ورتیے ۔

'سنجیاں سالھیں' وچ تھل دا ہک پورا منظر نامہ کھڑے ۔ ایہہ ڈرامہ تھل وچ رچایا ویندے ۔ ایویں ای ساگی ڈرامہ بیٹ دے ladscape تے رچایا ویندے ۔ ایہہ نظم 'کچا بیٹ' ہے ایندے وچ ساگی ماحول تے ساگی منظر نگاری کیتی گئی ہے ۔ اتھاں وی ساکوں ڈینہہ رات دا contrast نظر دے حسن دے ایں ڈرامے وچ جیڑھے کردار کم کریندے ہن او بہوں متحرک ہن ۔ رات دے ماحول وچ ایہہ سارے نچدے ٹپدے، جھمریں پیندے، خوشیاں منیندے تے وجد اچ آندے پن ۔ ایہہ کرادر ان جانو بندے پیلا چن تے بڈ دے تارے ہن جیڑھے تھل دی رات وچ خوشیاں دا سماں بدھی کھڑن/ آہدن جو جھیل سیف الملوک اڈی سوہنی ہئی جو اتھاں رات کوں پریاں آن تے نچدیاں ہن ۔ جھیل سیف الملوک پہاڑاں دی شہزادی ہے ۔ پہاڑ، پانی تے ساول دا سوہنپ شاید پریاں کوں چھک گھندا ہووے ۔ پر حسن رضا دا ایہہ کمال ہے جو اوں تھل دی ریت تے سنج بر وچ ساگی ماحول بناڈتے جیڑھا جو رات کوں سیف الملوک تے ہوندے ۔ رات دے ویلے اتھاں وی پریاں، حوراں تے فرشتے لاہندن تے نچدے گاندے خوشیاں منیندن تے تھل دے پورے ماحول کوں جھیل سیف الملوک والا ماحول بناڈیندن ۔

'آہدن پچھلی رات دے ویلے
جاں ایہہ ریت دے ٹبے ٹھردن
لہندے چن دیاں پیلیاں کرناں
سنجیاں سالھیں وچ آوڑدن
اسماناں توں پوڑھیاں لاکے
کئی ان جانو بندے لہندن
گھنگھرو تے پازیباں وجدن
اے ڈوکھجیاں جھوٹے کھاندن
پیلا چن تے بڈ دے تارے
جھمریں پیندن، وجد اِچ آندن'

ایہہ ماحول بہوں متحرک ہے۔ سارے کردار نچدے گاندے پن اے ایجھا چسولا ماحول پیدا کریندن جو کھجیاں تئیں چس چیندیاں ہن۔ کھجیاں نے ماحول اتنا شاندار رنگین متحرک تے excited ہے جو پڑھن آلے کوں آپنیاں اکھیں دے سامنے پورا cinema چلدا نظر آندے۔ جیندے وچ نہ صرف زندگی تے thrill نظردی ہے بلکہ رنگ تے lighst & shades وی نظردن۔ الیاس عشقی ایں ماحول بارے دیباچے وچ لکھدن:

'اس منظر میں شاعر ایک ایسا رنگ بھرتا ہے جو مصور کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس نظم کا منظر جامد نہیں ہے بلکہ متحرک ہے۔ تصویر اپنے پس منظر میں ابھرتی ہے جس سے ماحول میں نور اور سائے کی کیفیت سے ایک زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یہ بات مصوری کے ذریعے ممکن نہیں۔ یہ منظر اس کی تصدیق کرنے کے لئے کافی ہے۔'

حسن رضا گردیزی ایجھے پراسرار ماحول بدھن دا ماہر ہے۔ اوندیاں بہوں ساریاں نظمیں وچ ساکوں ایجھے ماحول نظردن جیندے وچ فطری عناصر کوئی نہ کوئی کردار پیش کریندے پئے ہوندن تے او کوئی نہ کوئی سنیہا ڈیون چاہندن مثلاً 'کچا بیٹ' ڈونگریاں، تھل دیاں کھجیاں، خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ، چھاں دیاں لہراں وغیرہ وچ ایجھیاں تصوراتی پراسرار منظرنگاریاں نظر آندیاں ہن۔ ایہہ پراسرار منظرنگاریاں بدھن وچ انگریزی ادب دے والٹرڈی لارڈ میئر کوں خاصہ حاصل ہئی تے اتھاں 'دھابے دھوڑے' وچ وی ساکوں ساگی ماحول تے منظرنگاری ٹکردی ہے۔

پروفیسر عاشق محمد خان درانی انہاں دی منظرنگاری کوں ورڈزورتھ نال رلائے۔ لکھدن:

'جس طرح ورڈز ورتھ انگریزی ادب میں منظرنگاری اور خصوصاً فطرتی مناظر کی عکاسی میں منفرد مقام رکھتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہتر انداز میں حسن رضا گردیزی صاحب کا کلام سرائیکی بولنے والے علاقوں کے ماحول کی تصویرکشی میں کمال دسترس کا حامل ہے۔'

حسن رضا گردیزی دی شاعری وچ خواجہ فرید دا رنگ گوڑھا نظردے جیویں جو انہاں 'پُر وحشت سنجڑی روہی' کوں آپنی شاعری نال 'روہی لگڑی ہے سانونی / ترت ولا ہوت مہاراں/ کُھمڑیاں رنگیلڑیاں/ رم جھم بارش باراں' بناڈتے ایویں ای حسن تھل دے سنج برکوں وسوں تے رونقاں وچ بدل ڈتے 'سنجیاں سالھیں' ایندی وڈی مثال ہے۔

سنجیاں سالھیں داڈرامہ چاندنی رات کوں رچدے جیندے وچ سارے کردار نچدن گاندن تے وجد وچ آندن۔ رات حسن دا شاعری دا اہم موضوع ہے جیویں ای تساں انہاں دی کتاب

کھلیسو ہر جا اتے تہاکوں رات دا ماحول نظرسی ۔حسن رضا گردیزی رات دا شاعر ہے ۔ 'دھاں دھوڑ ے' وچ تقریبا ۶۲ نظمیں وچ رات دا ماحول پیش کیتا گئے یا رات کوں علامتی تے استعاراتی طور تے ورتیا گئے ۔اور رات کوں کتھائیں جبر دی علامت و ے طور تے ورتیند ے۔کتھائیں آپنے تھل تے ییٹ (وسیب) دی چلکدی دھپ کوں ٹھاڈل ڈیون سانگے رات دا ویلا گھند ے ۔کتھائیں آپنے innerself د ے سکون کوں نشابر کرن کیتے رات کوں استعاراتی طور تے ورتیند ے ۔کتھائیں آپنے محبوب د ے سوہنپ کوں نشابر کرن سانگے رات دی تشبیہات ورتیند ے ۔

'سنجیاں سالہیں' وچ رات تے ڈینہہ دا بہوں سوہنا contrast نظرد ے رات کوں تاں تھل د ے جنگل وچ منگل تھیا کھڑ ے تے اتھوں دی سنج بروسوں تے رونقاں وچ بدل ویندی ہے ۔ پر جیڑ ھلے ڈینہہ تھیند ے تاں پورا منظر نامہ تے پورا ماحول بدل ویند ے ۔ ہن ول تھل دیاں ایہہ سالہیں سنج بر بن ویندیاں ہن اتے انہاں وچوں ویرانی وین کریندی ہے سنج دھاڑیں مریندی ہے ۔ اندھے کھوہ کوں وقت تے ریت ول بھرن شروع تھی ویند ے ہن ۔سامنے کھجیاں دا جوڑا ول ایں سنج برکوں ٹرٹر ڈیکھن شروع تھی ویند ے تے انہاں سنجیاں سالہیں وچوں آون والیاں رونون تے وین دیاں آوازاں کوں سند ے ہوئے ڈکھی تھیا کھڑ ے ۔

'لیکن جاں ول پوپھٹدی اے
اے سب رونقاں ویندیاں رہندن
انہاں سنجیاں سالہیں وچوں
رونون دیاں آوازاں آندن'

ایہہ ناٹک 'سنجیاں سالہیں' ترائے Acts تے ڈو سیناں (Scenes) تے مشتمل ہے ہک سین ڈینہہ دا ہے اتے ہک رات دا ۔ڈرامے دا پہلا ایکٹ ڈینہہ دا ہے جتھوں ایہہ شروع تھیند ے تے سنج برکوں ،کھجیاں ٹرٹر ڈیدھیاں پیاں ہن ۔ڈوجھا ایکٹ ڈوجھا سین رات دا ہے جیند ے وچ ڈرامہ آپنے عروج تک پجا کھڑ ے نچن گاون دا کم تھیندا پے ۔ جس ایں مچی کھڑی ہے جو کھجیاں 'Viewers' جس وچ آ تے جھوٹے کھاندیاں پیاں ہن ۔ترییجھا ایکٹ ولدا ڈینہہ دا ہے جڈاں ایہہ ساریاں رونقاں چلیاں ویندن تے سالہیں وچوں روون تے وین کرن دیاں آوازاں آندیاں ہن تے ہن ولا ایہہ کھجیاں دا جوڑا ایں سنج برکوں ٹرٹر ڈیکھن شروع تھی ویند ے ۔ایہہ ہک ٹریجڈی ڈرامہ ہے جیڑھا ڈکھ توں شروع تھیند ے تے خوشیاں دا جھولا ڈیندا ہویا ولا ڈکھ تے ختم تھی ویند ے ۔

'سنجیاں سالھیں' ہک چھوٹی آزاد نظم ہے۔ جیندے وچ چھوٹیاں چھوٹیاں بحراں ورتیاں گیاں ہن۔ ایں نظم وچ بہوں زیادہ روانی پاتی ویندی ہے جیویں نظم دی فکر وچ تھل دا ڈکھ تے چس کھڑن اوویں ایں فن وچ ڈھیلی تے چسولی موسیقی وی سنیندی ہے۔ جیندے ذریعے شاعر آپنی دانش کوں قارئین تئیں اپڑیندے۔ حسن دا ایہہ خاصہ انہاں دی ساری نظمیں وچ ساکوں نظر دے جو او موسیقیت نال آپنے وسیب دے ماضی، حال تے مستقبل دے گیت گاندے۔ ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل انہاں دی ایں خوبی بارے لکھدن:

'Their rhythmic freedom is an ideal vehical for the poet's lyrical genius, while being at the same time very care carefully controlled by a musical ear which is steeped in the pattrens of the past.'

اساں ایں نظم دا گیانی نتیجہ کڈھوں تاں ساکوں ایہہ پتہ لگدے جو شاعر آپنے وسیب دے ایں سنج برکوں آباد ڈیکھناں چاہندے۔ پانی حیاتی ہے۔ تھل دے سینے وچ جڈاں دریا واہندے ہن تاں ایہہ سرسبز وادی جنت دا نظارہ پیش کریندی ہوسی دریا سک گئے، پانی مُک گئے، بندے لڈ گئے، راہندے سہندے کھوہ اندھے تھی گئے ریت سبھ کوں ولھیٹ گئی۔ ہن ایں اجاڑ وچ کوئی بندہ پرندہ انہاں جھوکاں تے سالھیں کوں وسوں نئیں ڈیندا۔ حسن تھل وچ ڈینہہ رات دے سنج برکوں اتھوں دی شئیں نال پیش کریندے جو رات اتھوں دے موجودات آپنے آپ رونق کیتی کھڑے ہوندن تے چن انہاں دا دولاسئیں ہوندے تے ڈینہہ کوں سجھ دی کڑاکے دی دھپ ویلے اتھوں دی ریت کوں تراے دی طرحاں تا ڈیندی ہے تاں اتھوں دے موجودات (سنجیاں سالھیں) آپنے سنج برتے وین کریندیاں ہن ایہہ نوحہ ایہہ وین دراصل ساڈی دھرتی دا ہے جیکوں آباد کرن سانگے کہیں انسان یا حاکم کڈاہیں کوئی آہری نی کیتا۔ ■

●

الف ھکو ھم بس وے میاں جی ب دی غرض نہ کائی
اول آخر ظاھر باطن اساں نال الف دے لائی
ناں دے دڑکے میاں الف کوں پڑھ واہ رمز الف سمجھائی
خیر اجاں دل الف لُٹی اتیں میم کیتی رُشنائی

مسیت دے لٹھے

(i)

خاب اتھاؤں شروہا۔

اجنبی اپنے خاب توں بچدا ہویا پچھلے ڈو ڈینہاں توں ایں کلہی جال نال بیٹھا پسدا ہا۔ اے کلہا جال نال اپنے ہک موبجھے کریندہ دے، اوکوں ہمیشہ اپنے تھل دی یاد ڈویندی ہئی۔ سو سال توں کجھ ودھ پرانی 'عباس منزل' دی ہک چنڈ اچ جیویں اے ڈوبھین بھرا شہر دی ہر شے توں ترنڈ تیج گئے ہوون۔ چار پنج ایکڑاں دی ایں حویلی اچ انہاں توں علاوہ کجھ بوٹے پرانے امباں دے وی، سال پسالی ہن صرف بھولوں تھی کھڑدے ہن۔ ہک لام جمواں دی وی، ہک پاسوں وڈی ہک جھانجھر بیر نال ونج رلدی ہئی ابھے پاسوں ایں حویلی دے کجھ حصے بارشاں اچ گھرے پین۔ ایندے گلکھیاں پچھوں کجھ کچے گھر دھنوالاں دے پکیاں عمارتاں اچ پھس گئن۔ گاں منجھ کوئی آن لوائے ہا تاں میڈیکل کالج دے سٹوڈنٹ اے منظر ہک ڈوجھے توں لک لک کے ڈہدے ہن۔ ملے پاسوں ہک کندھ ایں عباس منزل کوں سنٹرل لائبریری توں الگ کریندی ہئی۔ اصل اچ اے حویلی نواباں دے دور دا ہک ریسٹ ہاؤس ہا۔ اتے ہن ڈاکٹراں دا ہوسٹل۔ جیندے ہک پرانے بتھے کمرے اچ اجنبی نال اپنے چار سنگتیاں دے رہندا ہا۔ بیو۔ ظفر الیکٹران۔ سیٹھ عابد تے نور شاہ...... سیالے دی کن من اچ بھانویں اوکوں کنڈیر آندی چڑھدی ہئی پر او بڈ دی نماشاں تیئں پسدا ریہا۔ پچھلے ڈو ڈینہہ سیالے دی جھڑی پاروں اوں چھٹی کیتی ئی۔ جال نال پسدیں ہوئیں اجنبی کوں ریسٹ ہاؤس دے چھجے تلے ڈو لٹھے نظر آئے تاں او جرڑی ہوئی اپنی مونجھاچوں اٹھی کھڑا تھیا۔ اپنے خاب توں بچدا ہویا کمرے وچ آیا تاں سنگتی اوندے تاش بیٹھے کٹیندن۔

کمال اے...... اے سبھ اجاں وی تاش بیٹھے کھیڈدن۔ حیرانی دی گالھ اے ہئی جواناں جھڑی دے ڈو ڈینہہ تاش کھیڈن، ٹی وی ڈیکھن اتے کتاباں پڑھن اچ گزارڈتے ہن۔ انہاں کوں تاں کوئی جھڑی وی نئیں جھریندی پیارے۔ سوا وتن کے کھاندے اتے رج کے سمدے ہن۔ ایں گالھ

توں وی لاتعلق جو ذوالفقار علی بھٹو کوں پھانسی لاون پئے ویندن ۔موٹیاں موٹیاں کتاباں دی ایں لا تعلقی اچ اجنبی ہک انجھے تعلق اچ رہندا اہا جیہڑا ہولیں ہولیں ترٹد اویند ے ۔
اے ضیا ماشل لا دے ڈینہاں دا واقعہ اے ۔

(ii)

ڈوجھی سویل اجنبی ہوسٹل دے باہروں نکلتا تاں اجاں کن من تھیندی کھڑی ہئی ، سیالے دی جھڑی اہدن کھڑی دی کھڑی ...... اپنے مونڈھے تے چٹا اوور آل سٹ کے او ہمیشہ سنٹرل لائبریری آلا راہ گھندا اہا ۔تقریباً سوسال پرانی اے لائبریری ہنس وانگوں اوکوں سوہنی لگدی ہئی ۔ بارش اچ پس کے تاں بیا وی اپنی پاکیزگی کھڑی بیان کریندی اے ۔ اجنبی تھوڑی دیر لمبے لمبے ساہ گھدے اتے ساوے ساوے اینڈے وناں دے جھنڈ اچوں اپنے آپ کوں تلکن توں بچیندا ، پسے پسے پاپلز دا اولا گھندا ، جیہڑے ہوادے نال ولا ولا کھڑے وسدے ہن ، بی وی ہسپتال دوڑ پیا ۔ ڈیوٹی اجکل اوندی سائیکیٹری وارڈ وچ ہئی ۔ ایں وارڈ اچ اوکوں ترے مہینے تھئے ہوسن ایں توں پہلے او میڈیکل تھری وچ ہا ۔اپنیاں پتلیاں جنگھاں تے او پتلون تقریباً ٹنگ کے وارڈ پجیا تاں راؤنڈ ختم تھی چکیا ہا ۔ پروفیسر حیدر ، رجسٹرار زاہد عمران ،عبداللہ عظیم تے کجھ بئے ڈاکٹرز آفس اچ چاہ بیٹھے پیندے ہن ۔
'اے کوئی وقت اے وارڈ آون دا؟'
پروفیسر حیدر دے ایں کھوڑپ دے جواب اچ اجنبی ولڈا ڈتا 'سر باہروں کیڈی سوہنی بارش کھڑی تھیندی اے ۔ کتھوں کتھوں دے پردیسی بدل آئے ودن ، کیندا دل کریندے جو انجھے موسم اچ ڈیٹول ، سپرٹ دی بدبو اچ بہہ کم کرے ۔' ساریاں ہمیشاں وانگوں کھل کے اوندی گالھ ان سنی کیتی ۔
عبداللہ عظیم اوکوں چاہ دا کپ بنا کے ڈتا تے آکھیس 'سئیں میڈا پاگلاں نال راہون دا ہکو طریقہ اے جو انہاں کوں سمائی رکھیجے ۔' تہوں تاں اپنے نماشاں دے راونڈ دے بعد او تمام پاگلاں کوں ڈیزی پام لوا کے اجنبی نال پاگلاں بارے ڈھیر ڈھیر گالھیں بہہ کریندا اہا ۔
زاہد عمران ساریاں کوں جیویں سنوا کے آکھیا ۔
'تساں ویکھ لواہے اک نہ اک دن کوئی پاگل عورت مینوں امریکہ پچا ڈیسی ۔'
'صرف پنج سال کم کرساں پھر ساری عمراں تساں پاگلاں نوں ویکھ ویکھ جیساں ۔' او کہیں پاگل کوں بجلی دے جھٹکے لاوے ہا تاں ہک ادھ جھٹکا امریکہ دے ناں دا ضرور ڈیندا اہا تے تھیا وی اینویں او ہک ادھ کھڑا امریکن گرین کارڈ پاگل نال شادی کر کے امریکہ پج گیا تے ول اوندی سدھ کہیں وی نہ لدھی ۔

سب لوک خشکیلیاں کریندے اٹھ کتاباں اچوں پاگلاں دیاں قسماں تے انہاں دے علاج تے کئی گھنٹے بہہ الیندے ہن۔ پر انہاں پاگلاں وچ بہہ کے کوئی ہک وی کم نہی کرن چاہندا۔

سائیکیٹری وارڈ بہاول وکٹوریہ ہسپتال دے جنوبی بلاک اچ واقع ہا۔ ڈو منزل ایں بلاک دا تلا حصہ ایں این، ٹی، آئی وارڈ تے بلڈ بنک تے مشتمل ہا۔ بیٹھلی منزل تقریباً پاگل وارڈ ہئی۔ اجنبی وارڈ دے پرائیویٹ کمریاں اگوں تھیندا جنرل وارڈ دی وڈی ہک بیرک اچ داخل تھیا۔ تاں ستی جاگدی ہک نرس کرسی تے کلفی بنی بیٹھی ہئی۔ چٹے پیلے رنگ پچھوں اوندے اینویں لگدا ہا جیویں ہن تئیں مٹی کھاندی ہووے۔ اوں اجنبی کوں سلام کیتا تے ول اونویں کرسی وچ کٹھی تھی بیٹھی۔

'سر...... باہروں بارش کیویں ہے؟'

'بارش کتھاں اے؟ کن من اے پچھلے ترے ڈینہاں توں، وسے تاں منوں'......ترے نمبر شور گھتی بیٹھا ہا، حیدر صاحب آکھ گئن ایکون ویلیم لاڈیو......' 'لاڈیواں' ویسے تہاکوں ڈیکھ کے چپ تھیا بیٹھے۔'

'نئیں لاونا،' اجنبی سگریٹ بکھیندیں آکھیا...... اجاں اوں چار کش نہن لاتے جو ترے نمبر اپنے بیڈ تو اٹھی کے اوندے ہتھوں سگریٹ چھک گھدی تے باندروانگوں اپنے بیڈ تے اٹھونا تھی بیٹھا۔ 'سر تساں آندے او تاں پاگلاں وچ جیویں جند پئے ویندی اے۔' نرس اجنبی کوں اے گالھ ہمیشاں کریندی ہئی تے او وی ہمیشاں ایہو آہدا ہا۔ 'پاگل اپنے جہیں کوں پاگل جوئیں منیندے۔' تے سگریٹ کڈھ کے کھیسے اچ ماچس ٹٹولن لگ پیا۔ ول ترے نمبر توں ٹوٹا گھن کے سگریٹ بکھالیس تاں پاگل اوندے نال اپنی رمز چولی۔

'اچھا ہو جا تو اچھا ہو جا...... خاص نہ بن...... خاص نہ بن۔' او کھلدا ہو یا ول اپنی کرسی تے آن بیٹھا۔ اکھیں نوٹ کے کرسی دی ٹیک لائس تاں کیا ڈیہدے جو او اپنی وستی اچ، رنگیل میت اگوں مینہہ اچ کھڑا پسد ے۔

سر پرائیویٹ روم نمبر ست آلا تہاڈا کوئی ستار ہاں دفعہ پچھ چکیے۔ اوں بناں اکھیں کھولیں ولداڈ تا۔ 'اچھا او پکھیاں دی کچاہری آلا بزرگ۔ اوندا قصہ اے ہے جو اوندا قصہ کوئی نئیں سندا۔'

تہاڈے خیال اچ تاں سئیں ایں وارڈ وچ کوئی پاگل نئیں۔' 'بالکل'......اوں اکھیں بھالیاں تے کرسی تے سدھا تھی بیٹھا۔

'اے ہسپتال، ایندیاں جرڑیاں جرڑیاں کندھاں، ایندے لوہے دے بیڈ، ڈیہدی نہویں، اے گندے لال کمبل، ایندے ڈاکٹرز سبھ بیماران۔ انہاں بیماراں اچ ہکو املتاس صحت منداے اجنبی انگل دے

اشارے نال کھڑکی وچوں اپنے سامنے اشارہ کیتا' جیہڑا کڈاہیں اے نہیں بھلدا جو جیٹھ ہاڑ اچ کیویں پھلاں نال بھرتیج کھڑنے'

نرس بہوں کن ڈے کے اجنبی دیاں گالہیں بیٹھی سندی اے تے دل اچ سچیندی اے جو' اے پاگل سارے ہکو جیہاں گالہیں کیوں کریندن'

کھڑکی دے باہروں بارش تکھی ویندی تھیندی ہئی۔

'سر...... ست نمبر آلا بابا انوشاہ چھیکوی دفعہ اے وی آکھ گیا ہا' ڈاکٹر آوے تاں اوکوں آکھیں چا چٹی چادر تان کے پیا سمداں لہا سگدئیں تاں آ کے لہا ونج' 'ڈاہ نمبر دی ڈوز'---- حالیں اے گالھ نرس دے مونہہ وچ ہئی جو اجنبی آکھیا 'اینویں کرا ے ٹیکہ توں میکوں لا ڈے'

کیوں مذاق کریندے او---نہیں نہیں اوں اپنی بشرٹ دا بازوا تاں کریندیں آکھیا...... ڈیکھاں تاں سہی پاگلاں کوں اے ٹیکہ لوا کے کیویں لگدے۔ نرس تھوڑا جیہا ڈ چکدی اے تے وت اے کاک ٹیل، اوکوں لا ڈیندی اے۔

'آئی وی انجکشن ہولیں لویندے' او نرس دے تھوڑا نال تھی کے اٹھیا تاں اوکھل پئی تے اجنبی ست نمبر کمرے دو ٹر پیا۔

اوں بابے انوشاہ کوں دروازہ وجا کے کیڑھا کیتا ؟ کوئی ولدا نہ آون تے دروازہ دھکیس تاں او کھل گیا۔ اندروں بیڈ تے بابا انوشاہ چادر تانی سچ مچ جیویں اوندی تانگھ اچ ستا پیا ہا۔ فوراً اٹھی بیٹھا۔

'بابا انوشاہ...... حال ؟'

'حال' حال اے بس ......اج نہویں آندا تاں مردا پیا ہم......کفن کورا ہر ویلے نال اے اپنے وصال دی سڈ آئی پی اِم۔ تیڈے پاروں ڈوڈ ینہہ لیٹ تھی گیاں'

'کل کتھاں ہاویں؟'

'بارش دی چھٹی کیتی ہم'

'کلتھوں'

'کلتھوں وی بارش دی چھٹی کیتی ہم'

'تیڈا دل بارش توں نئیں بھریجناں'

'تیڈا بھرتیج گئے ؟'

'دل تاں اپناں وی اجاں نئیں بھریا...... پر گلاس بھرتیج گئے پتر'

'سگریٹ ہووی' ؟ اے پچھ کے بابے سرہانے تلوں سادہ کیپٹن دی ڈبی کڈھی اے ...... اتھاں آن بہہ ...... میڈے نال'

'اے تاں ہکا اے'

'بس تیڈے حصے دا ہے اپنا حصہ ختم ...... ڈوڈینہہ اگے وی لیٹ تھی گیاں'

'تیکوں کتنی دفعہ آکھیم بابا ...... توں فریدالدین عطار بنن دی کوشش نہ کر، نئیں رہ گیا ہن او ویلا' اجنبی اپنے ہتھ بدھ کے بابے اگوں زاری کیتی، پر اوں ولا اوہا گالھ کیتی'

'ایمان نال وصال دی سدھ آئی ہیم ...... ڈوڈینہہ اگے لیٹ تھی گیاں'

اجنبی بیڈ توں اٹھی کے کرسی تے اوندی فائیل پڑھن ول بیٹھے۔ کاکٹیل نال صرف اتنا تھیا جیویں اوندے اندروں بارش ڈونگھی تھی گئی ہووے۔

نال ...... انورشاہ عرف بابا انوشاہ بخاری

پیوداناں ...... اللہ جوایا

ذات ...... سید بخاری

جنس ...... مرد

پتہ ...... اچ شریف ضلع بہاولپور

انہاں معلومات توں علاوہ رکھی اے ہسٹری شیٹ اوندی بیماری بارے ڈھیر کجھ نہیں ڈسیندی۔

'یاوت ایندے تے صبح شام ٹرنکولائیزرز دا اندراج ہا۔ نبض بلڈ پریشر ہر شے نارمل ہئی۔ الگن ولگن تاں انوشاہ دا بہوں ہا پر سوائے اوندے ہک خادم دے اوندے نال کوئی نہیں رہندا' کئی دفعہ چھٹی کر کے اوولا ہسپتال آن وڑداہا۔ اے انہاں ڈینہاں دی گالھ اے جڈاں ضیا مارشل لادے دور اچ ...... مذہبی دہشت اپنے عروج تے ہئی اوھی برادری شیعہ تے اوھی سنی ہاوس۔ انہاں دے وچکار مذہبی بھڑانداں دے نتیجے اچ ترے بندے مارے گئے۔ انہاں وچوں ہک اوندا سکا سوتروی ہا۔ ایں خونی منظر کوں ڈیکھ کے اوں زور زوردا 'لڑونئیں ...... لڑونئیں' کیتی تے ول سکتے وچ آ گیا۔ کئی ڈینہاں پچھوں ہسپتال اچ ونج اوندا سکتہ تر ٹیا پر اوخونی منظر ہمیشاں کیتے اوندے دل دے شیشے تے لہہ آیا تے ول ایں مستقل دوریاں دی شکل اختیار کر گھدی۔

ماندگی ہاں دی بہوں ودھ گئی اے۔

بابا انوشاہ ہمیشہ اتھاؤں گالھ شروع کرے ہا۔ کافی دیرتئیں بابا انوشاہ اجنبی کوں تر تر تکیندا ریہا وت

آکھیس 'انھاں میڈے نال تھی آ' گھر آلے میڈا اعتبار نہیں کریندے پر اے سچ گالھ اے جڈاں دا ہوش سنبھالیم پکھیاں دی کچاہری اچ رہنداں نماز کڈاہیں قضا نہی کیتی ...... واقعی صاف ستھرا انو شاہ شنیل دا باء نماز ہر ویلے کچھ اچ رکھدا ہا۔ اوکوں ڈیکھ کے بالکل نہی لگدا جو او پاگل اے۔ جڈاں اوکوں دورہ پووے ہا تاں اوندے اندروں کوئی بیا بندہ اچا اچا الاون پئے ویندا ہا۔ بم دھماکیاں دا فوبیا اوکوں لاری، ٹرین تے ہن سفر نہیں کرن ڈیندا تے او اپنے آپ کوں صرف ہسپتال اچ محفوظ سمجھیندا ہا۔ پتر کئی ڈینہاں پچھوں ڈھیر سارے نوٹ اوکوں ڈے کے پچھاں ول ویندے ہن۔ ایہو سچیندے ہوسن چنگاں اے بلا سرتوں ٹلی راہوے۔ کجھ دیر چپ کر کے بیٹھا رہیا ول ہولے جیہاں اجنبی دے کن اچ کر کیا۔

'ڈساویں کہیں کوں نہ'

'ایں مونڈ ھے تے (نعوذ باللہ) حضرت علیؓ ہن ایں مونڈ ھے تے حضرت عثمان -- ڈو نہیں آپت اچ لڑدے راہندن۔ کیا آکھاں اپنی جندتاں عذابیں پئے گئی اے۔'

دورے دی حالت اچ وی ایہے الفاظ اوندے ہوٹھاں تے ہوندے ہن۔ اج او بغیر دورے اے گالھیں راز داری اچ اجنبی اگوں بیٹھا کریندا ہا۔

'اچھا ہن تاں آ گیاں۔ چٹی چادر لہا سٹ۔ کینٹین توں تھی کے ولیا آنداں۔ سگریٹ تیڈی گھن آواں؟'

اجنبی جیویں بے دھیانی اچ بابے توں پچھیا۔ ٹرنکولائزر دی کاک ٹیل اوندیاں جنگھاں اچ لولھ بھرڈتا۔

اونداہاں گھر دا پئے کچھ سکٹ کھا گھنے ایہو سوچ کے او ست نمبر دے باہروں آیا تے کینٹین دوڑ پیا۔ ٹردیں ٹردیں اوکوں خیال آیا جیویں او بلا وجہ تکھا تکھا ویندا ٹردا ہووے تاں او مٹھا تھی گیا۔ او ہمیشاں منزل کوں اپنے ذہن اچ رکھ کے ٹردا ہا۔ تہوں تاں سفرتوں چھٹکارا نہی پیا ملدا۔ پر تھوڑی دیر بعد او ولا اونویں تکھا تکھا ویندا ٹردا ہا، جیویں نکے لاتوں اوندی عادت پئی آندی ہئی۔۔ او اپنی وستی توں شہر تئیں نکے ساہ اچ سائیکل چلیندا تے سرسٹ کے بانہہ مار کے ٹردا ہا اپنے آسوں پاسوں بے پرواہ اکھ راہ تے دھر کے ہمیشاں ایں دھیان اچ جو کتھائیں کوئی ڈڈ، مکوڑا، کیڑی اوندے پیر تلے نہ آ ونجے اوکوں سخت کریر چڑھدی ہئی۔ پچھلے ڈاہ بارہاں سالاں توں ایں کوشش اچ ہا جو کڈاہیں کہیں کفارے اگوں اوسبھ پکھی ولا جی پوون جنہاں کوں بارہاں تیرھاں سال دی عمر اچ گن نال ماریا ہا۔ بابے انوشاہ نال مل کے تاں اے بے چینی ہتھوں ودھ گئی ہئی۔ جرمنی دی بنی ۵۵ نمبر ماڈل دی اے ائرگن اوکوں اپنے پیو گھنا ڈتی ہئی۔ اوں یاد کیتا۔ کیویں او ساری وستی کوں حیران کر ڈیندا ہا شیشہ اگوں کر کے، ائیرگن پچھڑ ودھی مونڈ ھے رکھ کے کنڈ پچھوں سوئی کوں چٹ گھنن واقعی حیرت دی گالھ ہئی

ملویر میرو اوندا تاں پوری وستی نال اوندے نشانے دی شرط متھ گھندا ہا۔ 'لاؤ وت --- سوبت سوبت کارا ے جتنے چھرے اتنے تلیر'۔

اوکوں اڈیل پئی ۔کئی پکھی شودے حرام تھی ویندے ہن ۔اوکوں اجاں تکبیر پڑھن جو نہی آندی ول ہولیں ہولیں مولی صاحب اوکوں تکبیر وی سکھا ڈتی ۔ہن مولی صاحب وانگوں او وی با آسانی پکھی کوہ گھندا ہا۔ ساریاں پکھیاں شاید اوکوں معاف کر ڈتا ہا۔کھوہ دی کانجن تے تے گھوکدے گیرے وی ،علومیاں دی کندھلی دیاں لالیاں وی ،اوں نیل کنٹھ وی جیکوں اوں مسیت دے پچھوں لک کے نجی دے کلہے دھڑ رتے ماریا ہا۔ پر لٹھیاں دے اوں جوڑے جیویں اوکوں اجاں تئیں معاف نئیں کیتا ۔ ایہو خیال ہر ویلے ہن اوندے نال نال راہندا ہا۔مولی صاحب دی رنگیل مسیت اسریٖ ہا تاں پتہ نئیں کتھوں اپنی درگاہ دا رستہ بھلئے لٹھے مسیت دے رشندان اچ مقیم آن تھئے ۔انہاں کوں مارن لیتے مولی صاحب اوکوں چپر چاڑھی ہئی ۔ 'ڈیکھ تاں اوترے اللہ دے گھر کوں خراب کریندن ۔ کتاباں تے مصلیاں تے انہاں دیاں وٹھوں' ......اجنبی لٹھے مارتاں بیٹھا پر اج بارھاں سال بعد وی او اپنے ترٹے کھمباں نال رت اچ دھانتے ہوئے اوکوں راتیں خاب اچ آن اٹھیندے ہن ۔مولی صاحب ایہو ڈسیا ہا جو حلال پکھی دا ماس کھاون تاں ہتھوں ثواب دی گالھ ہوندی اے۔

سلطان بی بی البتہ وستی دی واحد گالھی ہئی جیڑھی ایں بھگ بلا کوں بہ سمجھاوے ہا۔

'ایہا بندوخ تاں سٹ گھت سائیاں موئی '۔ 'پترا ے وی جیندے جی ان'

'ڈیکھ کیویں سوہناں سوہناں اڈدن'

'صبح شام اللہ دی حمد گاندن '

پر انہاں گالھیں توں ، پکھیاں دے رنگاں ، گیتاں توں وَدھ اوکوں اپنے نشانے دا مان کتھائیں باہون نہی ڈیندا۔انہاں خیالاں دی سیڑھ اچ وہندا وگدا اوکوئی گھنٹہ کھن ہسپتال دے باہروں ریہا ہوسی ۔وارڈ اچ ول کے اوکرسی تے باہون ای لگیے تاں نرس اوکوں ڈسیندی اے۔

'سر ......بابا انوشاہ مر گئے'

'نئیں ' ...... بے اختیار اوندے مونہوں نکھتا۔

'جی سر تہاڈے ونجن دے کجھ دیر بعد اوں زور زور دا 'لڑو نئیں ......لڑو نئیں' ' کیتی تے چٹا کفن پا کے لیٹ پیا۔خادم اوندے کفن ہٹایا تاں اواج بغیر کا ک ٹیل لوائے ہمیشاں ہمیشاں کیتے سم گیا ہا۔

(iii)

خاب اتھاوں شروع اے ۔

اجنبی اپنا استعفیٰ لکھیا اتے تکھا تکھا عباس منزل دو ترپیا۔ انہاں ہسپتالاں، انہاں دے کوری ڈوراں، ریٹائرنگ روماں اتے انہاں دیاں کالیاں کالیاں کتاباں اچ جفتی کھاندا نفسیات دا اے علم کتنا لاعلم اے جیہڑا پاگل تے گالھے اچ، مجذوب اتے سیانے اچ فرق ای نہیں سمجھ سگدا۔ بارش تکھی ویندی تھیندی ہئی اوکوں لگیا جیویں بابے انوشاہ دے مونڈھیاں دے پکھی اوندے مونڈھیاں تے آن لتھے ہوون ۔لٹھیاں دے اوں جوڑے وانگوں جہاں کوں انڈاں تے بیٹھیں اوں ہک ہک کر کے ماریا ہا۔ پر وت وی رنگیل میست کوں او وتھوں توں نہ بچا سکیا......اجنبی ہوسٹل آ کے بابے انوشاہ وانگوں چٹی چادر تان کے سم تھیا۔

خاب اتھاوں شروع اے۔

لٹھے ماریے گئے پر انہاں دے انڈے بارھاں تیرھاں سالاں پچھوں رنگیل میست دے روشندان توں انڈے توں ہیٹھ ڈھے کے ترٹ پئے ۔جہاں وچوں نکیاں نکیاں ماس دیاں جیویں ڈوبوٹیاں اوندے ڈونہائیں مونڈھیاں تے فرشتیاں وانگوں اوکن بیٹھیاں پچھدیاں ہوون ۔

'اساں حرام ہیں کہ حلال؟'

ترے ڈینہاں پچھوں اجنبی دی اکھ کھلدی اے تاں اوں محسوس کیتا جیویں بابے انوشاہ وانگوں او وی پھلاں توں ودھ ہولا تھی گیا ہووے۔ ■

●

لمبڑے پندھ پُیم ان سونھیں اتیں مشکل پندھ سنیوے
ناں کوئی مثل مکان ماھی دا اتے کس ول یار گلیوے
ھے یار اُریرے تے پندھ پریرے کیڑھی تاری یار تریوے
خیر مناسب ایویں ھے وچ یار دی ڈھونڈھ مریوے

●

ڈیکھ توں مانجھی منجھیاں نالے منجھیاں بھان ٹکانے نیں
کھیر ڈھی جھگ مکھن بنیا پیڑے دست سمانے نیں
ریت لسی کم گھاٹا پتلا لوك لسیاں نال وکانے نیں
روغن خیر ملایا دل کوں اتیں روشن بخت نمانے نیں

آدی واس

'دی آرسٹی زن آف نیشنل شپ ......اساں بیڑے دے وسنیک ہیں......اساں ہک بیڑا ہیں......'

'اساں بیڑے دے وسنیک ہیں'

وڈے بھرا اوکوں ٹوکئے

'چپ کر لالا، میڈا فجر ویلھے پیپر اے'

'پیپر ہے تاں غلط رٹا تاں نہ لا، سنا میکوں'

'نہ بس تساں پورا سندے نیوھے درمیان وچ غلطیاں کڈھن پئے ویندے او، میں بس ہن ڈاڈے ہوریں کوں سنیندی بیٹھی آں' او کھلی۔

'سنداپیاں بابا سنداپیاں'

چنڈ آلی کھٹ وچ دگھریے ڈاڈے کن بہوں ٹھیک ہن۔ جیرھے کہ اوئیں بھین بھرانویں دے خیال موجب نہن ہوونے چاہیدے۔

بڈھے بندے دے اکھیں تیں کن کمزور ہوون تاں اوندے آپنے آرام کیتے چنگا ہوندے۔---پر ڈاڈا سہی سچک اے سمجھیندا اہا جو پوتری اپنا سبق اونہ کوں سنیندی ہائی۔

'اساں بیڑے دے شہری ہیں۔ساڈا بیڑا نہ جنگی اے، نہ تجارتی اے ہک رہائشی تاریخی بیڑا ہے۔ اے بیڑا ......اے بیڑا پشت ہا پشت پیلھے، اگلے وقتیں قوم دے ایمان یقین آلے بزرگیں بنایا ہا۔وت وچو ہزار ہا سال ظلمت تیں جہالت دے گزریے۔جیندے دوران گنہگار، نسلاں آیاں۔ انہاں کوں گندم دانے دا نشہ پئے گیا۔انہیں سمندر وچو بیلاں بھر بھر مٹی دیاں ---'

'لالا، بیلاں کیا ہوندین؟'

'بیل، بھئی بیلچہ نیوھی پڑھیا کڈاہیں! بیلچے وچو بیل نکھتے'

'ہٹ! پاگل آ، بیلچہ بیل وچو نکھتے۔اے صحیح درستی نجمہ دے ابے کیتی۔اتیں ایہا ای انہیں نہ سی۔

'بابا، بیل ہک وڈی کہی ہوندی اے۔اگلے وقتیں کھوجھاون دے کم آندی ہئی' ڈاڈے۔ ...

ڈے گدھا۔

کھوکھٹن! ایں گال تیں کیے بیبرے تھئے پر بڈھڑا آپ اپنی گال تیں وچو وچو خوش تھیا۔ چلو کئی ڈٖٹھی تاں یاد آئی میکوں۔

نجمہ وت اپنا سبق شروع کیتا۔

'گمراہ نسلیں بیلاں بھربھرٹیادیاں بیڑا تارو تارکیتا، اتے کنکاں، جواریں رہاون اتیں امب، نجیاں، ککر بوٹے لاون شورع کرڈتو نیں۔ سپاہ گیری چھوڑ راہکی وچ پے گئے۔ توڑیں کنک رہیندے ہن، نانگی کھاندے، جون پست تھی گیا انہیں دا۔ نہ کوئی مہانا ریہا نہ ملاح اتیں بیڑا مٹی نال بھریندا بھریندا غرق تھیون تے آ گیا۔ وت ہک ڈیہنہ اللہ رحمت کیتی، قوم کوں اپنے مہانے ملیے، تیں، قوم کوں اپنے ملاح ملیے ---لالا، مہانا کیا ہوندے؟

'کیپٹن شپ دا'

'اتیں ملاح؟'

'ہکا شے ہے'

'پوردا بابا؟ -- اووی ہکا شے ہے؟'

'بابائے پور......اے لقب ہے قومی ملاح دا'

'تساں ڈٹھا ہانہیں کوں لالا؟'

او پڑھدیں پڑھدیں اینویں وچو سوال کریندی ہائی۔ بھرا اوکوں جھنک ڈیندا ہا۔ بابا چپ بیٹھا راہندا ہا۔ تیں ڈاڈا اوندے سوالیں نال ٹردا ہا۔ ہر سوال تیں پیلھی گالھ چھوڑکیں نواں قصہ چھیڑ ڈیندا ہا۔ کوڑا تیں بھانویں سچا۔ ڈاڈا اتوکویں مصرعے پڑھدا رہ ویندا ہا۔ پر کہیں بحث وچ نہ پوندا۔ اوکوں اپنی گالھ تیں کوئی شک اِی ناہ ہوندا، وت سوال جواب کیہاں؟

'ڈاڈھا یاد اے میکوں--'

سوال لالے کنوں ہا جواب وت ڈاڈے ڈے ڈتا۔ ڈوہیں بھین بھرا ہک بئے کوں شاند ڈتی جو بھئی ہُن ڈاڈا آکھسی ---'ڈاڈھی گالھ کریندا ہا۔ پختی گالھ کریندا ہا۔'

تیں اِیہہ جھٹ ڈاڈے آکھیا؛

'واہ وا، گالھ کیتیں اوں پیلھے جلسے......او جیرھے اپنی بیڑی بوڑکیں اساں کن آیا بھیلیں دے شہر وچ'

'ناں کیا ہا شہر دا؟'

'ناں! تاں نہن ہوندے شہریں دے، بس او بھیلیں دا شہر ہا.....'
آپو جان پوتری کوں پڑھیندیں اتیں اوندے پٹھے سدھے سوالیں دے جواب ڈیندیں ہن ڈاڈا آپ ہک خفت وچ پئے گیا ہا۔ ہر قصے دے بعد او اکثر پچھ بہندی ہائی۔
'ڈاڈا توں آپ ڈٹھا ہا؟'

اے تاں اوکوں پتہ ہا جو ڈٹھی ہئی اتیں سنی ہئی ہوندی اے۔ ڈٹھی اوکوں بھل وی ناہی گئی بلکہ ڈٹھی ڈسن دا ڈا بھل گیا ہس پر نجمہ مائی کوں او اے وی نہا سمجھا سگدا جو ورتی ڈٹھی ڈسن دا اوکوں بھنج نہا آندا۔ او اتھ کہیں کوں وی نہا آندا تیں او تاں اوئیں وی سنی دا شیدائی ہا چھوٹے لا کنوں۔
'ڈاڈھی گالھ کیتی اس...... کجھیں گالھ کیتی اِس!' او ایہا چس چیندا رہ گیا ہا ساری حیاتی۔ اے خفط وت اوکوں پوترے دے ہک سنگتی آن پاتا۔ اکھیں
'ڈاڈا تساں لوک رہیے ہیوے موج میلے وچ۔ اکھ ڈٹھی کوں سانبھن اتیں موہ آکھی بناون کیتے چیتے کوں جیرھے بل مارنے پوندن تہا کوں انہیں کنوں تھیندی اے آلس۔ بھل ڈاڈا، جو ڈٹھا ہا وی سا کوں ڈسن سکھ۔ ڈس، نہ تاں جھ سک ویسی آ، بول مُک ویسنی، گونگا تھی مرسیں!'
او کتے دا جایا، کلھ دا چھوکرا، اِتی گالھیں کر گیا -- تیں بھانویں اونہہ دا پلوتا لگا میڈ ... ... ں ---
میڈا اُبجھاں بلیار، اُبجھاں دانا۔ یانا جنا۔ منہ مرتج گیس۔ اوں ارام کرتی وچ ... ییے پتر دو گردن بھنوائی جیرھا فجر نال غسلخانے ونج، دھاں دھوں پٹا کاں وٹا کرسی وچ وڑ بہندا ہا۔ چپ دی چادر تاں،، سبھ کہیں کنوں لاتعلق۔ پر او لاتعلق وی کتھاں ہا۔

'مے گوڈ سیو آ ورشپ'
اج نجمہ دھی انگریزی دا کئی لیسن یا دبیٹھی کریندی ہائی۔ کتاباں جتی وی ہَن۔ مضمون ہکو ہا۔ 'شپ' پتر گھر کے نہا زال باہر و کندھ تیں چڑی کہیں گوانڈھن نال حال حوال کھڑی ونڈیندی ہائی۔ وڈیرا کھٹ وچ پیا پیا اگھلا گیا ہا۔ کوئی نہا جو نجمہ دھی دے ایں سبق کنوں اوندی جان چھڑاوے ہا۔ اوکاں آلی کار ہکو بول اااِئی ونجے۔
'مے گاڈ سیو آ ورشپ'
'شٹ!'
پوتھیں کیں دھی کوں ایہو جھیں جواب کون ڈے سگدے۔ اوڈے سگدا ہا۔ تیں چھوئیرا اکھ چا کیں وی نہ

چاڈٹھا۔ اتیں اوکوں وی ایہو تر سلا ہا جو دھی اوندی گالھ نہیں سندی۔ جیرھے ڈینہہ دا ایہو پک تھیوس
چس وچ آ گیا ہا۔ پر اے پک تھیون تیں پورے ترے سال لگے ہئین۔
اوں وہیقے دے بعد گھر وچ اوندے نال ہک چپا تا جھڑا رہ گیا۔ او انجھاں بلیار بندہ ہا وت تول تک
کیں الیندا ہا۔ مجلس وچ جیرھے اوالا دے ہا گالھ کے اونھدی سنیندی ہائی۔ بیا جون وی الیندا پیا
ہووے ہا اوندی گالھ دا راہ تاہ ڈکیندا۔ اکھیجے کئی انجھیں خاصیت ہائی جو اوندے الاتیں کوئی بیا
الا اوور لیپ ای ناہ کریندا۔ شاید کوئی آواز اوور لیپ نئیں تھیندی پر اوندا بول صاف ستھرا، چھڑا
چھنڈ کیا بئے تونیں پہنچدا ہا۔
تیں وہیقے دے بعد اے تھیا جو او ہر کہیں دی سنے اوندی کئی نہ سنے۔ چیکن جھیڑن، ہوڈ بدھن سب
ترلے اوں کیتے۔ سبھے مرحلے گذر گئے حتا کہ ما آکھن پئے گیُس جو:
تیکوں کئی اللہ دی مہر اے...... بڑکدا ہیں۔ الیندا نیوھیں' پر او کتھاں منے۔ او اپنا الا آپ محسوس
کریندا ہا۔ بدل بدل کیں الا سگدا ہا۔ اوں سوچیا اے سبھ ڈورے تھی گئن۔ پر ہک بئے دی تاں سندن
۔ شید مست خورے بن ویندن میڈے نال۔ یا وت کئی سنون، کئی ٹونا کیتی پئن میڈے نال۔ اے
ٹونے اوندے اتے بلپن کنوں کریندی آندی ہئی۔ جیرھے اوندے ایمان اسلام تیں شک پووس ہا ولا
بھوئیں کنوں ٹر ویندی ہائی۔ تیں وت اوکوں کھیر دے گلاس وچ چوری چوری گھولیے تعویذ پیونے
پوندے ہن۔ تیں مَس نال لکھیے مندھول کاغذیں دے ٹوٹے وچ ودے ہوندے ہئین۔ تیں ہن ماکے
نہائی۔ میرھیں نہ راہون تاں بچڑے مرتاں نئیں ویندے خیر بھرن لگ پوندن۔
اوتاں ہک ڈینہہ ہک گھاٹا یار آیا بیٹھا ہووِس تیں وَلا وَلا منتاں بیٹھا کرے 'میڈے نال تاں الا'
تا تھی کیں ایندے موہ ہک غیر مباح لفظ نکتھے
میڈا الیندا ئی ۔۔!'
تیں ولا اکھ چاتی اِس۔ سامہنے دھی وصل ڈکریندی بیٹھی ہائی۔ شرم کنوں بھوئیں وچ پیہہ گیا۔ پر اے
کیا!
نہ چھوئیر اکھ چاڈٹھا۔ نہ شرم کن سنگڑی، نہ ہتھ کپیُس اپنا، نہ ہتھو چوچھری ڈٹھُس۔
اتھ اوکوں پیلھی واری اپنے بارے وچ شک پیا۔ وت اوں ازمائشاں کیتیاں۔
زال دے اگو اوندے ما بھرا داذکر چا بیٹھا۔ موئے بھرا دے نال تیں بٹ بٹ ہنجوں کیرن کیتے تاں
اوکوں نہ ڈپھیاں بناونیاں پوندیاں ہئین نہ ڈسکنا پوندا ہا۔ ایں واری اوں سالھے دے جتی منسیئے پڑھیے

خالد دی ماء اوئیں دی اوئیں بیٹھی رہی مانہہ دی دال وچو گکرے چندی۔
مرن اے سارے کئی آبجھیں پکی متھی بیٹھن کیا؟'
وت اوں پیو کوں پرکھیا۔
او آبجھیں رولیں وچ رن آلا بندہ ناہ۔ تیں بندہ ہا وجد تیں حال آلا۔ او تاں آہدن جوانی وچ کھود ے
کنو تیں جھمر مارن پئے ویندا ہا۔ رمز دی گالھ تیں اج دی لڈ لڈ ویندا ہا۔ ایں ہک خاص تول تیں آکیں
پڑھیا:
سچ ڈس جو کجھ کیتی ایہا
ماڑ دی ہائی مرجات
بزرگ نہ پھڑ کیا۔ نہ ہلیا۔ چپ کیتی پٹکے دے ول سدھے کریندا بیٹھیا رہیا۔ جیرھلے پیو کوں ساکت
ڈٹھس وت پک تھئیس جو کئی بُت آپ کوں اِس۔ او من گیا۔ الا گل گئے ساڈا اوں ڈینہہ دا۔ پچھیں
واں چس چاون شروع کر ڈتی اَن آکھیاں آکھن دی۔ مندے کڈھ گھنے کفر وی الا گھنے۔ جیرھی گالھ
دا جو جواب دل آکھس ڈیوے۔
ایہو راہ اے۔ جیرھلے ڈاڈھا تیں ہینا ہکے پڑ وچ پھر دے پئے ہوون، ایہو راہ اے۔ ہینا ایں خوش جو
گالھ تاں آکھ ڈیندوں سدھی نقد۔ تیں ڈاڈھے کوں سیک ای نہ آوے۔ بانھیں دی نہ سکھو بولی نہ وس
تائیں سنوانہیں دا الا۔ غلام لوکیں دے سنگھ اچ ہک مانگواں الا، وائس دی ہک خاص پچ، ہک کاروباری
بولی، ہک فنکشنل لینگو ئج ڈے ڈیو۔
'ے گوڈ سیو آور شپ'
چھوئیر جتی واری پڑھے اے سطر، او آکھے:
'شٹ'

تڈاں او کتلا وڈا ہا۔ اپنی قد تاں اوکوں یاد کے ناہی۔ او ہکے چولے وچ ڈو آنی دا سکہ گھن کیں اے دی
مچھ دے ترئے چار بگے والیں کیتے بی۔ مارکہ خضاب گھن گیا ہٹی تو۔ ول آکیں ماکنوں
پچھیئس
اماں بیڑا چہ ہوندے؟'
'بیڑی کنوں وڈا ہوندے'

اماں او بڈ گئے بزار وچ کئی زالیں جوان برڑاندے ودن انہیں دا -- انہیں اوو ہو بڈ گئے سکر

بیڑا ،

افواہیں گھلیاں ہن جو جنگ دا تر تھا، کئی بھنا بیڑا انہیں دے ملخ دا منہ کیتی آندے ۔ کئی قاصدا

اپڑ آئے اتیں راہ خدا دے بوڈڑے مارئیں، اجڑیں پجڑیں دی مدد دیاں ارداساں آن ڈ

پچھو بنے آئے آکھن کوں تاں ہک بیڑا بڈا ہا ۔ اتیں کیتلا سارا پور بڈ مویا ہا ۔ پر ایں چھپر

بھلا آدم جیندا جاگدا آوڑیا ۔ کئی کئی دردناک قصے -- کئی ہٹارے تختے تیں جندڑی بچا آئے

راہیں لٹھیج پٹھیج گئے ۔ کئی پیسے پا آلے کرائے دے ڈھونڈ ہیں وچ اپڑ دے رہیے ۔ مہینے کھن

اے مخلوق شہر دی چنگی بھلی رونق بنا گئی ۔

بکرے مسیتیں صلاتیاں ڈیون ۔ بنے ممبریں تے چڑ وعظ کرن یا ایہ بکر یدو نجیندا ہا میت یا روز دا

۔ بانوبان دیاں گالھیں ۔ کئی ٹولیاں بناکیں گلیں وچ گاون ۔ کئی پردھان وی ہن ۔ او میدان وچ

کرن ۔

'بیڑے آلو، بیڑا بڈئیں دی کلھ کرو

اپنے بیڑے دی قدر کرو

تہاڈا بیڑا اتر دا راہوے'

ڈاڈھی کئی بولی ہانیں ۔ ڈاڈھیاں گالھیں کریندے ہئین اوتڈاں چھوہر با ۔ پر انہیں دے سینگے توال

تیں اکھیجے یک دم جوانی آ گئی ۔ کئی تھیٹر لیندے ہن اے لوکی ۔ نٹیں کوں شرماڈیندیاں ہن ککے

انہیں دیاں گالھیں ۔ روز دی کئی نویں شرلی چھڑیندے ہئین شہر وچ ۔

'رناں تاں اینویں بے وجودیاں ہینے بھل ہن سگھڑ'

گبھراٹ چھوہریں دا اے متفقہ تبصرہ ہا ۔

'جوان پی بے اِن'

اے بڑ یمتیں دا خیال ہا ۔ گھریں بدھیاں، آدم دیاں سکایاں تریمتیں کیتے اے نویں لوک شغل میلہ بن

گئے ۔

'اساں دی رل پوؤں ہا، رسول بخش داپیو، ثواب تھیسی

اجن او کہیں بیڑے وال کوں مہان کرن دی سک وچ ہن تیں سرکاری آڈر تھی گیا

'آون آلے تہاڈے قومی بھرا ہن ۔ انہیں کوں بنے نانویں نال سڈن جرم ہوسی ۔ اتیں انہیں دی مدد کرن

دا فرض، ہر گھر قومی بھرانویں دے ہک ٹبر کوں جھلے تا وقتیکہ حکومت انہیں دا انتظام نہیں کر گھندی۔
ایہ ... اہری لوک ہن۔ اپنے انتظام وچ او آپ موہری بن گئے۔ محنتی لوک ہن کہیں تے باروی نہن
بندے۔ مسئلہ اے ہا جو انہیں کوں بنے نانویں نال نہ سڈ سگجے تاں کیا کر سجے۔ تیں چھیکو لوکیں اپنے
نا ... رکھ گھدے۔ پُر کھو واس، آدی واس۔ اتیں جیر ھلے ضروری ہووے تاں انہیں کوں آکھن ...
وال بھر ایا سکھتے 'بھرا'۔
سرکاری آڈر دے بعد انہیں دے گھر جیرھے ترائے جی آئے او ہک اُدھ کھڑ جنا ہا، ہک اوندی تریمت
اتیں انہیں دی ہک ہٹھے ویلھے روونی دھی ہائی جیرھی بیٹھیں بیٹھیں چھرکیاں بھرن پئے ویندی
ہائی۔
'اماں بیڑی لڈدی اے!'
'ہاں نال چالائنس بی بی، ہاں نال لائنس چا، بیڑی دے اُداڑے پوندن شودی کوں'،
اپنڈی ما او مہمان تریمت کوں آکھے ہا۔ وت بڑ بڑ کرے ہا۔
'بہوں کئی ہاں کا ... ان۔ مجال اے ذری رحم چا ڈیون چھوئیر کوں، نہ مانہ پیو'
'رسول بخش دی ما، بوڈڑے دے ماریئے ہوئین، انہیں دیں تاں کئی پیڑھیں کوں بیڑیاں یاد آسن
......اوکیں ہے ... آ ہر لے......'
'اے وہم نیں ساڈا، تہاڈا وی بیڑا لڈدا اے۔ تساں مٹی بہوں بھرڈتی اے بیڑے وچ۔ اساں تاں
نری کاٹھ ورتیندے ہاسے اپنے بیڑے وچ تیں وت وی بڈ گیا'۔
مہمان جنا آکھن لگ پیا۔
... گالھ کیتی اِس، بیڑا وت وی بڈ گیا' اوندا پیو سر لڈائے ہا۔
گناہیں دا بار، جواناں، گناہیں دا بار'
'ابا انہیں لوکیں دی بولی دا عاشق ہا۔ فجر شام آکھے
'ڈاڈھے ہنر آلے لوک اِن۔ ڈاڈھے سیانے ہن۔ گالھ دا ڈاڈھا فن ہینے۔
اماں البتہ تر تر ڈیہدی رہ ویندی ہائی۔ ایہے تریمتیں ہیں جنھیں کوں ڈھیر ترس آیا آون آلیں تیں۔
اتیں ایہے تریمتیں ہن جنھیں دیں متھیں تیں تریڈھی آون لگ پئی۔
انہائیں نکیں نکیں گالھیں وچ ... ن، ورتن دے فرق کڈھیے تیں وت ایں نکھیڑ دا منہ متھا بنیو نیں ...
آدی واس تیں بیڑے والے ... جوانیں دے نیں وچ کر کرن، ... طرانح دے اوکی ان تیں

بالیس کوں سمجھاون،

'کہیں آدی واس دی ہٹی تیں ونجیں ۔اوبے موئے سودا چنگا نئیں ڈیندے۔بکھدا انج تلیندن تیں کھوٹ انج --توباں، نکے جھیں بال دے چولے دی گنڈھ پیسے بدھ کیں پٹھ ڈیندیاں ہاسے ذری فکرنا ہی ہوندی ۔'

رنیں دیاں گالھیں عجب بجھارت ہوندین ۔جتی ہولا کرو، رناں دیاں گالھیں' ان چتیں منہ منہ دی گالھ بن وینیدن ۔

عقل کروتڈاں ہونداکیاہاہٹیں وچ۔بانوبان دیاں شئیں وی تاں انھائیں بیـــــڑے والیں آ ڈکھائن تہاکوں.....'

بابادراصل بیـــڑے والیں دے جتلے خوبئیں داقائل ہابعدوچ ادی واس دانشوریں اونھائیں کوں ڈ لفظیں وچ بندکرکیں انہیں دامُل گھٹاون دی کوشش کیتی ،آکھیں

'اےلوک انٹرپرائزنگ ہوندن'

'بیڑے وچ مٹی نئی چنگی'

انہیں دا او انٹرپرائزنگ مہمان اکثرآکھے،

ہک ڈینہہ باہروگیاتاں کئی پھٹے گھن آیاتیں لیپئے چوپئیں کندھیں دےاگو پیاستر ے۔ آکھیں بیـڑ بڈن لگےتاں ایہے تختے کم آندن جندڑی بچاون کیتے ۔زال اوندی اےسنون کیتا جوسوڑ داتک چا کیں چھت تیں بیڑی دا پکھ بنا کھڑ ایُس تیں پلو چادعا کھڑی منگے

'اےمرِن یکہل گھردی ڈکھ ونجائی ونیدن ' .

اماں حالی گھردی ڈکھ دے فکروچ ہائی تیں سنتا ہک بیا سرکاری ہوکا تھیاجیندے نال قومی بھرانویں کوں مانگویں گھریں وچ رہائش دا قانونی حق مل گیا۔ حکم انہیں کیتے ہاجیرھے انج جاہیں وچ سرلکائی پئے ہئین ۔انہیں سبھیں ول کیں راتورات کندھاں چھک کیں جاہیں انج کرگھدیاں ۔

'حق اے!'

آدی واس ذراحیران تھئے ۔

'اےتاں ہن تھیا'

بہوں سارےلوکیں جاھ ویلہا کرن داخیال ڈتا۔

'بھل کئی کاغذپترتاں ڈکھاؤ،تساں سِراکھیں تے رہو ۔'

پر بھوئیں تاں ساڈی ہے'

عجب لوک ہن اے آدی واس وی، مال، ترکے، اڈے دوکاناں، دفتر، نوکریاں ہر شے وچ منوت۔ پکے بھوئیں دی ملکیت دے بارے وچ چیڑ ھے۔ جیکوں ڈیکھو تھگڑیں وچ ولھیٹے پرانے اشعام، قطے کڈھی استقرار حق دا دعویٰ کرن کیتے تکڑا وکیل ودا گولے۔ انھیں کاغذ قطے اتیں تکڑے وکیل دا سبق نہ وساریا۔ پر کوٹ کچہری دے دفتریں وچ کجھ ڈھیر بہادر لوک کرسیاں مل گئے ہئین۔

'پیسے کڈھو۔ پھڑ لاں گے کوئی جج جُج، گوٹھا گا ٹھاوی لانا پیا۔ تے لالاں گے.....؛

خیر آدی واسیں دیاں ملکیتی دستاویزات داوی اثر ظاہر تھیا۔ سرکار کوں وت ہک ہوکا ڈیونا پئے گیا۔

'ہر گاہ دشمن دے کجھ ایجنٹ بھوئیں اتے تقسیم دا شوشہ چھوڑ گیں قوم وچ نفاق پیدا کرن چاہندن۔ اے یا دڈیوا ون ضروری ہے جو اساں جیرھے خطے دے وسنیک ہیں او بیڑا ہے۔ ایں حکمنامے دے اجرأ دے بعد بھوئیں، اراظی اتیں رقبے دے باطل الفاظ ہوسن اتیں انجھیاں دستاویزات دی کوئی قانونی حیثیت نہ ہوسی۔ گھر کیبن ہوسن۔ احاطے عرشے ہوسن جنھیں دی ونڈ دے فرمان مرکزی حکومت جاری کریسی۔ سبھے خالی عرشے سرکاری ملکیت ہن؛

آدی واسیں کوں ہک رجھیپا لفظ ہئین۔ ایجنٹ، کیبن، عرشہ کئی انہیں لفظیں کوں اڈدئیں بھمبھیریں آلی کار ہوا وچ پیندے ہئین اتیں کئی بئے انھیں کوں ستر دے ناوڑیں آلی کار بہہ کھلیندے ہئین تیں گندریندے ہئین تے اتلی دیراچ کھیڈ کتھاؤدی کتھائیں ٹر ویندی ہائی۔

'لفظ اِن انگارے۔ تجربے دی سواہ ہیٹھ پوریندے آ دصدئیں تونیں نئیں وسمدے۔ جیرھلے پل لبھنے دُکھا ہے چاتیں بھاویں بلا ہے چا؛

'ہن اے لفظ نہ بیڑے والیں دے ہئین نہ سرکار دے نہ عام آدی واس دے۔

اہن انہیں چُن کڈھیئے آدی واسیں دے جیرھے بیڑے والیں دے خیر سلادے لفظیں کوں وی شطرنج دیاں گوٹیاں سمجھیندے ہائین تیں وت اپنیاں گوٹیاں ودھاون ضروری گندے ہئین۔ قصور کیندا ہا۔ اے تاں اوکوں پتہ کے نہا پر اپنے پیو اتیں اپنے پتر دے وچالے بہہ کیں اوکوں احساس تھیندا ہا ہک خرابت ضرور مچی ہائی بیڑیوالیں دے آون دے بعد۔ اگیں لفظ آندے ہئین اک دے بھلر آلی کار، ہوا وچ اڈدے، ریشم جھئیں کولے تندیں ہیٹھو معنی دا ہک نکا جھیاں بھورے رنگ وا

بیج چاپائی۔ مجالے کتھائیں ٹکرائین ہا۔ ہن اے ہا جو لفظ دے وچ اوندا دشمن لفظ نکلدا اہا وتھو ہیں آلی کار، ما دا پیٹ پاڑ کیں۔

جیڑھی ہئی ہک گالھ اوکوں سمجھنا ہی آندی اوا اے ہائی جو لفظیں دا تیں اسار دا آپت وچ کیرا سمبندھ ہا۔ اوکجھ ڈینہہ انجینئرنگ پڑھدا ریہا ہا۔ ورڈز اینڈ ڈیویلپمنٹ دے ناں دی نہ کوئی کتاب ہئی نہ کوئی چیپٹر با انہیں دے کورس وچ۔ پر اوکوں ڈسدا ہا ہکڑے لفظ ورتیندن تیں سارا اسار انہائیں دے حق وچ لگا ویندے۔

اتیں آدی واسیں دیاں اوو ہے پرانیاں عادتاں۔ ترائے ہتھ دی کچی کندھ اسارن کیتے چار ہتھ دا کھٹن ایرا۔ اتجھیں اکثر اسارئیں دے خلاف سٹے آڈر آون پئے گئے۔ جڈو کڈوادھ اسریے کچے مکان۔ ڈو جھی پاسوں کئی لکڑ لوہے دیاں ناں پتے آلیاں بیڑے نما عمارتاں، پر ناں انہیں دے کیبن۔ نہ پتہ لگے کیرھے گھر ان کیرھے دفتر۔ کئی ڈھیر ساریاں قومی وچار کمیٹیاں تیں کئی کمیشن قائم تھی گئے۔

کئی زور ہا۔ مناپوسی، بھاویں قومی وچار دا اتیں بھاویں سرکار دا۔ نویں نویں کم، تیں وت انہیں دے مطابق عقیدے۔ بیڑی نما گھر، گھریں دے چھتوں تے پکھ، پکھ کھول ڈیو جیرھلے پُرے دی ہوا گھلے۔ قومی بیڑا پچادھ دو دھکے۔ نیڑے تھیوے اپنے اصلی مرکز دے۔ ایہو جھیاں ہک کلچر بنن پئے گیا۔ پکھ نما ٹوپیاں جوانیں دے سریں تیں، جوان چھوئیریں مستول دے نقشے آلے پرنٹ پاون، بال چھنکنیں وجاون لنگر دے بھنج دے۔ 'یوم طوفان' تیں 'یوم ملاح' قومی تہوار ہوون۔ اخبار لکھن شئیر مارکیٹ وچ جوار بھاٹا آ گئے۔۔۔

'اساں بیڑے دے وسنیک! اساں بیڑے دے وسنیک!'، اے 'قومی ترانہ' طے تھیا۔ مٹی گارے کنوں پاک، 'بحری ترجیحات' تیں مبنی پنج سالہ منصوبہ 'پیش' کر ڈتونیں۔ ٹیاں تیں ریت دے ٹبے صاف کر کیں لکڑ نال کجیجن شروع تھی گئے۔

ہک آدی واس گھر اچ کھوئی پیا کھٹیندا ہا۔ گرفتار کر گھدونیں جو بھئی بیڑے وچ 'سوراخ' پیا کریندا ہا۔ 'بیڑے دی قدر نئیں انہیں آدی واسیں کوں'۔ عام لوکیں آکھیا

'اوہوں، وطن نال جنگ متھی کھڑن اے گروہ'

اخباریں لکھیا۔

اتیں پولیس غداری دا مقدمہ درج کر چھوڑیا۔ تیں سبھے کھوہ دِھڑتھیون پئے گئے۔ سمندر وچ واٹر سپلائی

کرن دے منصوبے بن گئے۔ تیں آدی واسیں حضور بخش فرمایا:
'رسول بخش دی ما، قانون قانون اے'
کئی حیران ششدر آدی واس چوکیں تیں کھڑ چوپہری ڈیںہہ وی تماشا ڈیکھن سنجھ کوں گھ ول ونجن۔ بنے اوو ہے تعصبی، پڑھئیے لکھئیے آدی واس ہئین۔ او بیـــــڑے والیں دے بخت سیت کوں رد کرن اتیں اپنے لوکیں دی بے سیتی دے جواز تاریخ تیں فلسفے وچوں کڈھن۔
'ساڈے لوکیں وچ اکھان اے، لکھ دی چھاں بیٹھ کتا بہندے۔' کتا آکھن دی جاہ بھیڈ، یا ککڑ وی تاں آکھ سگدے ہئین۔ پر نہ، کتا۔ لکھ پتی کون اِن۔ بیــــڑے وال بالھیم ...... اے اکھان، پرانہیں دے برخلاف آدی واسیں دی معاشی ریزنمنٹ دا اظہار بندی اے'
حالا کہ اکھان بیـڑے والیں دے آون کنوں پیلھو دی صدیاں پرانی ہائی پر لکھئیے پڑھئیے ہر گالھ کوں، ہر لفظ کوں ادھروڑن اتیں اُدھاون دے کم کوں لگے پئے ہئین۔
لوک آکھن آدی واس ڈرنے اتیں بزدل ہوندن۔ ڈھلے اتیں ان کمپی ٹینٹ ہوندن۔ اے آکھن،
'پر بہادری کت کیتے؟ کمپی ٹیشن کت کیتے؟' بعضے بعضے شئے دا اپٹھ وی اونہہ شے دی ہک شکل ہوندے۔ جیرھے دلیر اِن او کہیں ڈر دی وجہ کنوں دلیر اِن۔ آدی واس تھوں بہادر کوئے نی جو او کوں کوئی بھؤ کے نی۔ اوتھوں کمپی ٹیٹوئیں جو اوں کہیں کنوں کشئے کھسنی پٹنی نئیں۔
---'او کیا جیون تھیا جو مانس ہٹھے ویلھے ایہا سترے بیٹھا جو ایہا شے کیرھلے ہتھیکی کریساں۔ جیرھی میڈے ساہمنے آلے کنوں ہے۔'
اے انہیں دے سیانے دے لیکچر دا پا پولرا قتباس ہا۔
کم خیر کوئی نہ ڈیکھا۔ کجھ آدی واس نویں کاروباریں وچ، جتھ وتھ ملی جاہ کر گئے۔ بہوں سارے اپنی آلس کوں صبر آکھ تیں سموے اٹھی گئے۔ کئی تھولے بالے البتہ رولا رپا کریندے رہ گئے۔ انہیں کوں پیلھے وہم ہا، جیرھلے سرکار انہیں دا اے وہم دور نہ کیتا انہیں کوں پک تھی گیا،
'اساں آدی واس ہیں۔ او بیـڑے وال اِن، بالھیم قبیلے دے۔ خلقت بھوئیں واس اے۔ باقی سبھے گالھیں اِن۔'
'پر ایں اَٹ نوٹ دی لوڑ کہیں اے؟'
ادھ حویلی بیڑے وال مہان ولا گئے۔ اَٹھ کُمھاں رقبہ گیا۔ بقیہ چاہی ہا۔ او کھو دھڑ تھیا تاں برتھی گیا۔

ہن عرشے تیں کاشت دا پرمٹ گھننا پوندا ہا۔ درخت ڈیکھن تے گزارا ہا۔

'ات واری سترمنڈھ پلیا کھڑے'

او وت وی بیڑے وال قوم پرستی تیں قائم ہا۔

'بلھیم آکھو بھاویں جو کجھ، پڑھے لکھے ڈھیر ان۔ آہدے جو ہن بیڑا اے، بیڑا ای ہوسی۔ باہر وکن تاں ایہے ڈیکھ آئین۔ انگریز دا پانی بھریا ہوئے نیں۔ بہوں پختے لوک اِن......'

او انہیں سکھے سُلھڑے آدی واسیں وچوں ہا جیڑھے ہار منیندئیں او کھے نہن تھیندے۔ جیت کیتے پھڑ کدے نہن۔

'منن جوان دا کم اے'

او وت آپ پیو دے منتر بیٹھ اوئیں وی جلدی آویندا ہا۔ ایندا فائدہ وی تھیندا ہا۔ بہوں کرن دے بجائے تھولا تھولا کرنا پوندا ہا۔

او پرنیچ پتر تج گیا۔ چھوہر جایا۔ خالد ناں رکھیج گیا۔ چھوئیر جائی تاں نجمہ۔ نویں نصاب آ گئے نویاں کتاباں آون ہر سال۔ بال پڑھاک۔ پیو اونداں نہال، زال چپاتی، ما البتہ نمراش او آپ اُدھو چالے۔ خالد تیں نجمہ تو نیں جتی چنگے بال ہئین پر او پرے او پرے لگن کہیں کہیں ویلھے۔ اے وِ ہک نویں گالھ ہئی۔

بالیں کوں پیو ما آپ پلیندے۔ آپ پڑھیندے ہن ہن وی اگیں وانگوں۔ پر ایہے ہتھیں دے جا ہن آپ کنوں انج لگدے ہئین۔ اے نسل سیانے وی لگدے ہئین تیں گالھے وی۔ نجمہ بھرا نال ہوڈ بدھ بہوے۔

'لالا، توں خالد ملک ولد رسول بخش ملک ہیویں تاں۔ میں نجمہ بنت سداں مائی لکھیساں اپنا ناں۔'

'وت خانم وی لکھیں!'

خالد وڈا تھیا تاں اوندا ہک سنگتی وی گھر دا سونہا تھیا اختری۔ ہٹھے ویلھے پتھاری تیں۔ حصہ بن گیا خاندان دا۔ اکھیجے متھے اچ من ہئیس۔ بہوں چھندا ہا۔ پر سیت آپو آپنے۔ اختر ہوریں دا پورا گھر بیڑے والیں کھس گھدا ہا۔ اکھیں تاریخ موجب اتھ مندر ہا تہوں ہن مسیت بنسی۔

وت او اختر ہا جنیں کالج وچ جغرافیے دی کتاب پاڑ سٹی۔ آکھیں

'آہدے او بیڑا اے تیں وت چلتن تیں کرتھار وی نقشے وچ ڈکھیندے او۔ پہاڑ وی تر دن؟'

اتیں وت اختر انہیں ستیں ملزمیں وچوں تریجھا ہا۔ جنہیں چوک وچ کھوہ کھٹن دی کوشش کیتی اتیں انہیں تیں بیڑے کوں چھڈیک کر کیس پوڑن دی سازش کرن دا مقدمہ تھیا۔۔ ہک مقدمہ اختر تیں ☆ ☆ داوی بن گیا۔ اکھیں اوں ملاح کوں بلا آکھیا ہا۔ جیندی وی سزا موت ہائی۔ تیں ایں مقدمے وچ خالد داوی ناں ہا۔ تیں پتر داناں کڈھواون کیتے اوا اختر دے خلاف گواہ بن گیا ہا۔

عدالت وچ جج دے ریڈار اوکوں حلف پڑھوایا جیندے وچ ایمان تیں عقیدے دے علاوہ قومی وفاداری دی قسم چاون وی شامل ہا سامنے کھڑے ہتھکڑیں وچ بدھے کالے کا ٹھے ملزم اوکوں اینویں اچپچا ڈٹھے جیویں جو ڈیکھن دے سوا بیا چہ کر سگدا ہووے۔ کئی عجب مجبوری ہائی اوندے نظریں وچ بہوں طاقت ور بے وسی۔ ریڈر آکھیا

'آکھ میں رسول بخش ولد حضور بخش بہ قائمی ہوش حواس'

'بطور قومی بیڑے دے وسنیک دے وفادارا ہے جانداں'

'بطور قومی بیڑے دے وفادار وسنیک دے اے جانداں'

'جو ملزم اختر حسین جیکوں میں شناخت کریندا اوں کلمات آکھن .....'

....

'جنبو، جنبو، عدالت ما آب جنبو'

صفائی دے وکیل مداخلت کیتی۔

'جناب عدالت گواہ دا تعین فرماؤ، ......

گواہ کون اے، ریڈر صاحب یا رسول بخش ولد حضور بخش؟'

جج تصدیق کیتی ملزم گواہی نہ ہس یں دہرائی۔ او حیران تھیا۔ انہیں کوں کیا تھی گئے۔ ریڈر وت حلف پڑھیا۔ اوں ولا اُچا اُچا تیں انج انج دہرایا۔ ہن جج ٹوکیا۔ حلف تر تیجھی واری دہرایو نیں چھیکڑ جج آکھیا:

'گواہ داا الا نئیں سنیا گیا۔ زیر لب گواہی منظور نہیں، تیں او عدالت وچوں ایں یقین نال نکل آیا جو: ہمت کیتی نیں ......اج کہیں آدی واس پھاسی دے کیس وچ شیشن جج ولا گدھے۔!'

اج پنجیں سالیں پچھو او دھی سابق سندا بیٹھا ہا۔ تیں شپ کوں لائی بیٹھا شٹ۔ ہکے ایہو نہیں او جیرھی شے دا سوچے اووہا اُپٹھی لگے۔ او بہوں کجھ جاندا ہا۔ او بہوں ساریاں گواہیاں ڈیون چاہندا ہا۔ اتلیاں جو پھاسیاں ڈیون آلے مک وجن ملزم نہ مکن۔ پر اوندی سنیندی ناہی۔ ساڈی گواہی گھنو، بابے

دی تاریخ لکھ نہ لکھو ساڈی گواہی گھنو۔ ساڈی گواہی ...... ' اوتنگ تھی کیں کرسی وچوں اٹھی کھڑا۔ باہرو پریڈ گراؤنڈ وچ بینڈ واالا نیڑے تھیندا آندا ہا۔ اج کلھ یوم طوفان دیاں تیاریاں ہئین۔ او جُتی پا ڈیڈھی تونیں لنگا گیا۔ وت دروازے کنوں نکل گیا۔ گراؤنڈ دے بنے بنے تماش بین مخلوق کھڑی ہووے تیں ادھی وچ جوانیں دیاں قطاراں دھم دھم لائی ویندیاں ہوون۔

صدقے صدقے!

'تساں میڈے سچ دی گواہی ہیوے۔'

صدقے تھیواں صدقے،

او آپ خود الیندا اگوتیں تھیندا تھیندا فلیگ سٹاف قطار دے پاسے پاسے بیر میچ کیں ٹرن لگ پیا۔

کھبا سجا کھبا

کھبا سجا کھبا

ہے کھبا

--کھبا

کھبا ماراں

سجی ماراں

کھبا سجا کھبا

ابھیو میں آں

لمیو میں آں

سجیو میں آں

کھبیو میں آں

کھبا سجا کھبا

اج قصہ کوتاہ سارا

اج سچ تیں کوڑ نتارا

اسمان سمندر سوڑے

اے بارتاں دھرتی بھوگے

کیرھا عرشہ دھمک جھلے

کیرھا بیڑا پورا وے
اے بیڑا انہیں، براٹی
کھبا سجا کھبا
اوو جدا چ آ کیں نچن پے گیا
رن روٹ آجیندا وتے
رب بوٹیں برکت گھتے
ہک تساں فوجی بنڑے
ہک تساں رب دے پٹھیئے
ہک تساں بارامانت
اتے باقی سبھ خیانت
ہک تساں انت نتارا
بیا کوڑا عالم سارا
کھبا سجا کھبا
اے کیا پریڈ ڈکیج گئی ۔ سارے اونہہ دو پھر یئے ۔ تیں ہک ڈوا وکوں پل گئے ۔
اے بیڑا انئیں براٹی ۔ ہک تساں انت نتارا،
او اپنی لہراچ ہوکائی و نجے ۔ تیں خلقت سنن آلی ۔ اوندا بڈھڑا پیو ٹیک مُتھو در کدا ایا ، ' ہائیں ! ، میڈے تینگر دا الا ول آ ئے ! '
' خیال کرا ہے...... میڈا پئے شیدائی نے '
' فقیر ہینے نمانا ! '
اوندی چپاتی زال ڈھاندی پوندی آئی اتیں پے تیں چھپر بن گئی ۔

لُوں لُوں دے وچ رانجھن وسدا تیں اکھیاں دے وچ زور
ھنس بطخ رفتار ماھی دی ھر کوچے بولے مور
وانگ سکندر رسم رسولاں نوشاباں پکڑیا چور
خیر ظھور اللّٰہ دا ظاھر او آپیں ڈسدا ھور

حضرت خرم بہاولپوریؒ

نام و نسب : آپ کا اسم گرامی نصیرالدین ہے۔حافظ قرآن بھی تھے نسباً خاندان بلوچ رند تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی محمد حسن خان صاحبؒ تھا جو ڈیرہ غازیخان کے رہنے والے تھے۔ڈی جی خان سے احمد پور شرقیہ آ گئے پھر ان کی اولاد محلّہ کجل پورہ (موجودہ نام محلّہ چڑی مار) بہاولپور میں رہائش پذیر ہوئی۔

حلیہ و لباس : سانولا رنگ، سفید مُقطع داڑھی، چہرہ مہرہ بہت وجیہہ و بارعب تھا۔قد میانہ، جسم کسرتی، آنکھیں روشن، سر پر پگڑی باندھتے تھے۔شلوار یا کبھی تہ بند کے ساتھ ڈھیلا کرتا پہنتے۔ ہاتھ میں عمدہ چھڑی رکھتے تھے۔پاؤں میں چمڑے کی سرخ رنگ والی جوتی پہنتے تھے۔آپ کے چلنے کی رفتار سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک بڑی شخصیت چل رہی ہے۔عموماً نگاہ نیچی رکھتے۔کسی سے ملنے کا انداز بڑا خوش کُن ہوتا تھا۔ٹھیٹھ سرائیکی میں اس سے یعنی ملنے والے سے مخاطب ہوتے تھے۔عموماً دن کے پچھلے پہر گھر سے نکلتے اور پھر اپنے دوست واحباب سے ملنے جاتے وہاں کافی دیر بیٹھتے۔ہنسی مذاق کی باتیں کرتے۔احباب خوش ہوتے تھے۔

ذریعہ معاش: پہلے آپ توشہ خانہ سرکاری بہاولپور میں اہل کار (کلرک) تھے ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) میں محافظ دفتر مقرر ہوئے۔تنخواہ چالیس روپے ماہوار تھی۔معلوم نہیں ہوسکا کہ کونسی تاریخ کو ریٹائر ہوئے۔

شاعری : حافظ نصیرالدین خرم بہاولپور کے بلند پایہ شاعر تھے۔انہوں نے بیک وقت سرائیکی، اردو اور فارسی میں شاعری کر کے اپنی خداداد صلاحیت کا عوام وخواص سے لوہا منوایا۔ جناب صدیق طاہر مرحوم روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۷ رستمبر ۱۹۷۵ء میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ غلام فرید چشتی رحمت اللہ علیہ متوفی ۱۳۱۹ھ کے بعد سرائیکی زبان کے سب سے بڑے شاعر حضرت خرم بہاپوری تھے۔ راقم ان کے سنجیدہ کلام پر تبصرہ کرنے سے قاصر ہے۔صرف آپ کے ہجو یہ کلام کے چند نمونے پیش کرتا ہے ہجو گوئی بھی شاعری کی ایک قسم ہے۔اردو زبان میں ہجو گوئی کے بڑے شاعر گزرے ہیں مثلاً بوم

میر تھی کا ایک مشہور شعر ہے:

ان حسینوں نے اجاڑیں بستیاں بوم سالا مفت میں بدنام ہے

خرم صاحب کسی کی ہجو از حد نہیں لکھتے تھے۔ کسی نے بدتمیزی کی تو غصہ نکالنے کے لئے اس کے خلاف نظم لکھ ڈالی اور بہاولپور کے درکھان احمد یار کاغذ کٹ صاحب کو بلا کر نظم دے دی۔ کاغذ کٹ صاحب کا حافظہ قوی تھا وہ نظم پڑھ کر زبانی یاد کر لیتے اور مولا رام ہندو دوکاندار کی تھڑی پر بیٹھ کر نظم سناتے۔ محلّہ مذکور میں ایک عورت رہتی تھی نام مسماۃ شرموں تھا۔ عرف عام میں لوگ اس کو نانی شیدن کہتے تھے۔ شرموں مذکور کسی بات پر خرم صاحب سے لڑ پڑی تو آپ نے ہجو یہ کافی لکھ ڈالی صرف ایک بند یاد رہ گیا ہے جو یہ ہے:

محلے کجل پورے وچ شرموں شودی رہندی ہے
ڈنڈ ڈنڈیلی ہوٹ ہن موٹے پُے لٹکن وانگے لوٹے
نینگر گولے چھوٹے چھوٹے کڈھ بھڑالی او بہندی ہے

غیوری اور خوداری : حضرت خرم صاحب ریاست بہاولپور کے ایک بڑے عہدہ دار کے بچوں کو فارسی پڑھانے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ اس عہدہ دار سے کئی دفعہ خرم صاحب نے کہا کہ ’حضرت! غریب آدمی ہوں میرا کلام چھپوا دیں مہربانی ہوگی‘ وہ اعلیٰ افسر ہاں ہاں کر کے ٹالتے رہے۔ خرم صاحب کی غیرت جوش میں آئی ان کے بچوں کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ ایک طویل نظم اس اعلیٰ عہدیدار کو لکھ کر بذریعہ چٹھی بھجوا دی۔ اُس طویل نظم کو قاضی غلام سرور صاحب قریشی اہلمد ہائی کورٹ بہاولپور نے بھی کسی طریقہ سے پڑھ لیا۔ اس نظم کے چند بند وہ سناتے تھے مجھے صرف تین بند یاد رہ گئے ہیں وہ یہ ہیں:

شابس شابس میڈا لال جو وَس لگی نہر پال
میل سمیل بوہاریاں ڈے گھن ول انے ویلا ملن محال
کھا حرام تے پڑھ شکرانہ ...... نپیڑ تے ...... پال
شابس شابس میڈا لال

’بڑھاپے پر چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ہے ہے بڈھیپا آ گیا ہے ہے بڈھیپا آ گیا
واحیات تھی گیا وات ہے غوں غوں نکلدی بات ہے

ڈھوتے بھوت آلا گیا
اے حال ڈیکھ رنگ دا ہے
اوں کم کیتے دل منگدا ہے
ہے ہے بڈھیپا آ گیا

ہے ہے بڈھیپا آ گیا
بد رنگ تھی گیا رنگ ہے
ہن تلواں دھڑ مکلا گیا

ایک محفل سماع میں آپ کی زندہ دلی کا حال: اس زمانہ میں دل بہلانے کے لئے ریڈیو ٹی وی وغیرہ موجود ہیں۔ آج ۲۰۰۰ء سے ۶۰ یا ۷۰ برس پہلے خاص خاص جگہوں پر قوالی وغیرہ منعقد ہوتی تھی۔ نواب صادق محمد خان خامس عباسی' متوفی ۱۹۶۶ء کا شاہی قوال محمد دین تھا۔ جس وقت نواب صاحب کا دربار لگتا تھا تمام درباری کرسی نشین صاحبان اپنی اپنی کرسی پر تشریف رکھتے تھے تو نواب صاحب موصوف اپنی شاہی کرسی پر فروکش ہوتے تھے کرسی کے عقب میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی کا عارفانہ کلام دھیمی دھیمی اور بڑی اچھی سُر سے محمد دین قوال پڑھتا تھا اور سازندے بھی دھیمی آواز سے ساز بجاتے۔ اس وقت تمام درباری کرسی نشین صاحب وغیرہ وجد میں آ جاتے۔ محمد دین قوال ٹبی مراثیاں ڈیرہ نواب صاحب ضلع بہاولپور کا باشندہ تھا۔ شاہی بیگمات کے لئے مراثنیں ہوتی تھیں۔ ستو مراثن اپنے وقت کی اچھی گانے والی تھی۔ ایک دفعہ صاحبزادگان عباسی کے گھر ستو گا رہی تھی تو نواب صاحب موصوف نے فرمایا کہ کونسی مراثن ہے لوگوں نے یعنی مشیر حاضر باش صاحبان نے کہا کہ دولہا سائیں یہ ستو گا رہی ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ بوڑھی ہوگئی ہے لیکن آواز میں رس موجود ہے۔ ٹبی مراثیاں کی سکینہ ایک دن ۱۹۴۸ء میں راقم کے گھر آئی تھی۔ اُس نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی کافی 'ڈکھڑیں کارن جائی ہم۔ سولیں سانگ سمائی ہم' اس انداز سے گائی کہ اردگرد کے محلّہ دارا کٹھے ہو گئے۔ طبلے پر سنگت وہ بھی خود کرتی تھی۔ ۱۹۶۵ء کے بعد اللہ کو پیاری ہوگئی شکیل بالکل نہیں تھی لیکن آواز میں جادو تھا۔

نوٹ قیس فریدی صاحب نے جو دیوان فرید چھپوایا ہے اس میں مندرجہ بالا کافی کے قافیہ جائی وسمائی کو جئی وسمئی لکھ دیا ہے۔ ایک گائیک یہ تبدیل شدہ قافیے اچھی طرح سے گا نہیں سکتا۔ معلوم نہیں یہ تبدیلی کیوں کی گئی۔

محلّہ کجل پورہ میں گونگے کمہار والی مسجد کے عقب میں مرزا بیگ صاحب متوفی ۱۹۴۲ء کے گھر مہینہ میں دو بار محفل سماع کا انعقاد ہوتا تھا۔ وہاں بھی خاص خاص آدمی جایا کرتے۔ منشی کریم بخش صاحب (والد حافظ محمد قاسم صاحب ریٹائرڈ جونیئر کلرک دفتر خزانہ بہاولپور) ہارمونیم بجاتے تھے۔ طبلے

پر سنگت بھی کوئی صاحب کرتے تھے نام یاد نہیں رہا بلائنڈ سکول بہاولپور کے حافظ غلام رسول عرف حافظ گانموں (نابینا) مرحوم کی اچھی آواز تھی وہ ایک دن مرزا صاحب کے گھر خرم صاحب کی یہ کافی گا رہے تھے: 'دشمن تاں ڈیندن اینویں لا - پھٹکیاں نہ چا بھڑکیاں نہ کھا' حضرت خرم صاحب کا بھی مرزا صاحب کے مکان کے باہر گلی میں گزر ہوا وہاں گلی میں کھڑے ہو کر جھومر مارنے لگے۔ پھر جھومر کے ساتھ تالی بھی بجانے لگے مرزا صاحب نے کہا کہ باہر جا کر دیکھو کون ہے۔ دیکھا گیا تو حضرت خرم صاحب تھے ان کو اندر بلا لائے۔ آپ نے فرمایا کہ 'میرا مزا خراب کر دیا ہے' یہ تھی آپ کی زندہ دلی اب ایسے لوگ کہاں سے آئیں۔

آپ کی درج ذیل کافی کا کیا کہنا۔ سرائیکی زبان کے محاروں کو کیسی خوبی سے نبھایا ہے۔

ہک واری لنگھ آ توں ساڈے ویڑھے
سٹ گھت رُسیمیں جھگڑے تے جھیڑے
دلڑی لٹایم تیئں سانول دے سانگے
وَیکا نبھایم دیداں اڑا کے
پچھیا نہ دلبر کوئی حال آ کے
کیتی پتھر دل دلبر اویڑے
مثال ایویں جگ وچ مشہور اے
گھاٹیاں دلیں کوں ویکا ضرور اے
کر معاف سوہنا جیڑھی قصور اے
آ رَل گزاروں نہ کر بکھیڑے
سانول سلونا رُل گئی دا سائیں
ساریاں تیڈیاں ہن جھوکاں اِتھائیں
رہساں میں نوکر دم جیندیاں تائیں
نا کر اجائی مفتے توں جھیڑے

(یہ کافی حسین بخش خان مرحوم نے بڑے اچھے انداز میں گائی ہے)

نقل لوح مزار

سرہانے کے سامنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

زبدۂ اربابِ وفا - رونقِ بزم چشتیہ - عارف بیباک

مداحِ شہ لولاک - واقف اسرارِ لامتہنائی [۱] - مقبولِ بارگاہِ الٰہی - مفکر و مؤسس محسن و مربی ادب زبانِ بہاولی و ملتانی

خانِ مغفرت نشان - سرگروہ سخن سنجان - حضرت قبلہ والد بزرگوار خان

[۱] - لوح تربت پر لامتہنائی مرقوم ہے۔ فیروز اللغات میں لامتناہی بمعنی غیر محدود درج ہے

حکیم حافظ محمد نصیر الدین حسن صاحب خرم۔ خجستہ اطوار
۱۲۵۸ھ
مرحوم و مغفور قدس اللہ سرہٗ

تاریخ پیدائش: ۲۳ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ

(مطابق ۸رجنوری ۱۸۶۹ء جمعہ)

تاریخ وفات ۲ رصفر المظفر ۱۳۷۱ء

(مطابق ۳ رنومبر ۱۹۵۱ء ہفتہ تقریباً دو بجے دن)

منجانب مُقیم خاتون

(لوح مزار کی پچھلی طرف کی عبارت)

مرنے والے ہو تجھے

خرم مرد ے مثال ہمدردِ ملت خوش خصال

بیباک نقاد و مُدیر آں صاحب علم و کمال

چوں زیں جہاں بگذشت یافت اکرم قُربِ ذوالجلال

مرنے والے ہو تجھے گلشن فردوس نصیب

ہر گھڑی فضلِ خداوند رہے تیرے قریب

شامل حال ہمیشہ ہو عنایت اُس کی

تیری تُربت پہ برستی رہے رحمت اُس کی

منجانب :۔ خادم ادنیٰ

سعید الرحمٰن مرزا

مدفن: حضرت خرم بہاولپوری کی تربت پختہ ہے۔قبرستان حضرت نور شاہ بخاری بہاولپور میں مزار نور شاہ بخاری سے شرقی جانب چند قدم دور ہے۔راقم نے ماہ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو قبر کو دیکھا تو قدرے بیٹھ گئی ہے۔لوح مزار کی سیاہی بعض جگہ سے اتر گئی ہے۔قبر و چبوترا قابلِ مرمت ہے ۔کاش کوئی صاحب اس طرف توجہ دیتے ۔ مزار کی مرمت وغیرہ ہو جاتی تا کہ یہ نشان قبر دست بردِ زمانہ سے بچ جاتا ۔ راقم الحروف نے حضرت خرم صاحب بہاولپوری کی وفات کا یہ قطعہ تاریخ لکھا:

چھپ گیا ماہتاب شعر و سخن
بزمِ انجم کا جان آج اٹھا

آج محزوں حسن ہے ہر شاعر 'شاعر خوش بیان آج اٹھا'
۱۹۵۱ء

برادران خرم صاحب: حضرت خرم صاحب کا تاریخی مادۂ ولادت 'نجستہ اطوار' ہے جس سے عدد ۱۲۸۵ ہیں ان کے پہلے بھائی مولوی ظہیر الدین صاحب تھے۔ محکمہ انہار میں ضلعدار تھے ریٹائرمنٹ کے بعد طبابت و حکمت کرتے تھے ان کا تاریخی نام نجستہ دیدار ۱۲۸۷ھ ہے

دوسرے بھائی کا نام مولوی بشیر الدین صاحب۔ مادہ ولادت 'نجستہ کار' ۱۲۸۹ھ ہے محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔

تیسرے بھائی کا نام مولوی نذیر الدین صاحب۔ مادۂ ولادت نجستہ ادراک' ۱۲۹۴ھ ہے انہوں نے انگریزی زبان میں دو کتب (۱) فزیالوجی (۲) بائیجین ۱۹۳۶ء میں تصنیف فرمائیں جو کلاس نہم دہم میں پڑھائی جاتی تھیں۔

چوتھے و چھوٹے بھائی کا نام امیر الدین (نابینا) مادۂ ولادت 'نجستہ آرام' ۱۳۱۰ھ (۱۸۹۲ء) ہے اردو زبان کے اچھے شاعر تھے ان کا مطبوعہ کلام چھوٹے رسالہ کی شکل میں حصہ اول و حصہ دوم و حصہ سوم چھپا۔ ان کی ایک مشہور نعت ہے جس کا مطلع یہ ہے:

حضوری میں مجھ کو بلا لو محمدﷺ۔ اور اپنا مقرب بنا لو محمدﷺ

بلائنڈ سکول بہاولپور کی بنیاد پرائیویٹ طور پر انہوں نے رکھی بعد میں یہ سکول حکومت بہاولپور نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ آپ لاولد فوت ہوئے دوسرے بھائیوں کی اولاد کا شجرہ نسب لف ہذا ہے۔ بلائنڈ سکول بہاولپور کے چار ماسٹر ان کو بڑا تنگ کرتے تھے ان کے متعلق ایک شعر انہوں نے موزوں کیا۔

کانوں سے سنادے یارب تو ایک بار۔ سرور، رشید، گانموں، سکندر نہیں رہا

ماسٹر غلام سرور (بینا) ۱۹۹۷ء میں، ماسٹر رشید احمد (نابینا) ۱۹۸۶ء یا ۱۹۸۷ء میں، ماسٹر گانموں (نابینا) ۱۹۶۴ء میں اور حافظ سکندر خاں (نابینا) ۳۱ ردسمبر ۱۹۹۰ء میں فوت ہوا۔

باقی رہے نام اللہ کا امیر الدین آرام بھی ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ھ میں فوت ہو گئے۔ ■



گھر مرغاں دا روہ وچالے رکھن گانڈھا نال بحر دے
رکھن دید دریا اتیں ڈیکھ مچھی وانگ سنبر دے
جمن قوت حیاتی پانی، کل پانی پرور دے
بحری خیر حقیقت دے وچ تھئے بری صحب سفر دے

محمد ریاض انجم

جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور ہر سال جشنِ عید میلاد النبی دے موقعے تے نعتیہ مشاعرہ تے محفلِ میلاد دی تقریب دا اہتمام کریندی اے۔ ایں سال ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ محفلِ میلاد تے نعتیہ مشاعرہ دی بابرکت محفل تھئی۔ ایں پروقار تقریب دے مہمانِ خصوصی سئیں میاں نجیب الدین اویسی ناظم تحصیل کونسل بہاولپور ہن۔ میلاد شریف دے ڈینہہ جھوک دے ممبراں نے کھیر پکائی۔ بعد نماز عصر ترقیب شروع تھئی۔ تلاوت کلام پاک نال ایں پروقار تقریب دا آغاز تھیا۔ جھوک دی طرفوں بہوں سارے معززین شہر تے سیاسی، سماجی شخصیات کوں دعوت ہئی۔ جھوک دا پورا پنڈال بھریا ہویا ہئی۔ تلاوت دے بعد سئیں خورشید احمد چشتی ہوریں نعتاں بحضور سرکارِ مدینہ پیش کیتیاں۔
ایندے بعد جھوک دے عہدیداران ایں بابرکت محفل بارے گالھ مہاڑ کیتی تے چھکیڑ وچ خاص مہمان سئیں نجیب احمد اویسی ہوریں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے میلاد دی ایں تقریب تے ادارہ سرائیکی ادبی مجلس کوں مبارکباد پیش کیتی۔ ■

●

احد محمد ظاھر باطن
جُز کل خود اظہار آیا

قسموں قسم لباس نورانی
صورت صاف محمدؐ جانی
ھر کوچے وچ یار نشانی
خود بخود تکرار آیا

یوسف ھا گم کھوہ وچالے
یعقوب حیران میدان دو بھالے
بے خبر کیا کھوہ سنبھالے
نال خیال بیمار آینا

مالك یوسف تھئے وصالی
نال وصال دے مصر سنبھالی
مصر مکان آھا خود عالی
تھی بردہ بازار آیا

احد محمد صحیح کیتوسے
سمع بصر وچ ظاھر ڈٹھوسے
نَحنُ و اقرب ذات لدھوسے
خود خیرؔ جھاں نظارہ آیا

پوری انسانیت کوں

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مبارک

اتھاں میں مٹھڑی نت جان بلب
ہر ویلھے یار دی تانگھ لگی
ڈکھی دلڑی دے ہتھ ٹانگھ لگی
تی تھی جوگݨ چودھار پھراں
سنج بار تے شہر بزار پھراں
جیں ڈینہہ دا نینہہ دے شینہہ پَھٹیا
سب جوبن جوش خروش ہٹیا
توڑے دھکڑے دھوڑے کھانڈڑی ہاں
تیڈیاں باندیاں دی باندڑی ہاں
واہ سوہݨا ڈھولݨ یار سجݨ
آ ڈیکھ فرید دا بیت حزن

او تاں خوش وسدا وچ ملک عرب
ہنجھے سینے سک دی سانگ لگی
تھئے مل مل سول سمولے سب
ہند، سندھ، پنجاب تے ماڑ پھراں
متاں یار ملم کہیں سانگ سبب
لگی نیش ڈکھاں دی عیش گھٹیا
سکھ سڑ گیئے، مر گئی طرح طرب
تیڈے نام توں مفت وکانڈڑی ہاں
ہے در دیاں کتیاں نال ادب
واہ سانول ہوت حجاز وطن
ہم روز ازل دی تانگھ طلب